تعلیم الایمان

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ (الزمر:٦٧)

اوران لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی
جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

صفاتِ الٰہی

السلام، المؤمن، الحفیظ

میں غور وفکر کا طریقہ

مؤلف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْحَفِیْظُ میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی (ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۴ء مطابق ۱۴۴۵ھ

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔ 9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

☆☆ ملنے کے پتے ☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفاتِ الٰہی اَلسَّلَامُ وَ اَلْمُؤْمِنُ میں غور وفکر

السَّلَامُ. الْمُؤْمِنُ...... سلامتی دینے والا۔امن دینے والا

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ .(الحشر:۲۳)

وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے، نہایت پاک، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔

اَلسَّلَامُ: یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، جس کے معنٰی ہیں سلامتی دینے والا، وہ ذات جو سراسر سلامتی والی ہے، اس کے کمال اور قدرت میں کبھی زوال اور کمی نہیں آتی، اس کے علاوہ کوئی اس جیسی سلامتی و امن نہیں دے سکتا، اللہ کی ہر صفت ہر کام کامل ہے، وہ ہی اکیلا اپنی مخلوقات کو سلامتی دینے والا ہے، وہ کسی بھی مخلوق کو سلامتی عطا کرنے میں کسی کا بھی مجبور و محتاج نہیں ہے، اس کی ہر صفت سلامتی ہی سلامتی والی ہے، وہ ہر قسم کے عیب و نقص، زوال اور خرابیوں سے پاک ہے، اس لئے آیت میں فرمایا گیا ''وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، نہایت پاک، سراسر سلامتی، امن دینے والا ہے، مخلوق اس کے ظلم سے محفوظ ہے۔(بیہقی)

اَللّٰـهُ نُورُ السَّمَـاوَاتِ وَالْأَرْضِ. (نور:۳۵) اللہ تمام آسمانوں اور زمین کی چیزوں (کو پہچاننے) کا نور ہے۔ جس سے ہر چیز کی اچھائی اور برائی کی پہچان ہوتی ہے اور حقیقت سمجھ میں آتی ہے، صحیح و غلط راستے کی تعلیم ملتی ہے، اس لئے اللہ ہی کی ذات سلامتی والی ہے، اس نے ہر مخلوق کی حفاظت و سلامتی کا ضابطہ اور قانون بنایا، جس کی وجہ

سے سوائے جن وانسان کے ساری مخلوقات اعتدال اور سلامتی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کررہی ہیں، کبھی سلامتی کے راستے سے نہیں ہٹتی، بغاوت نہیں کرتی، وہ ہی ہر مخلوق کو سہارا اور تھامے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سلامتی والا ضابطہ وقانون دنیا کی زندگی کے لئے نازل کرکے اس کا نام بھی دین اسلام یعنی سلامتی والا دین رکھا، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام. اور انسان کو دارالسلام جنت والے سلامتی والے گھر کے سلامتی والے راستے پر چلنے کی ہدایت دی ہے۔

اس نے دنیا کو انسان اور جنوں کے لئے امتحان کی جگہ بنایا اور تاکید کی کہ وہ دنیا میں رہنے تک شر اور فساد والے راستے کو چھوڑ کر اپنی پسند اور چاہت سے سلامتی وخیر والے راستے کو اختیار کرکے دنیا میں زندگی گذارے، جس طرح دوسری تمام مخلوقات سلامتی کے راستے پر چل کر اللہ کی عبدیت وبندگی کررہی ہیں اسی طرح انسان اور جن بھی فساد اور شر کے راستے سے بچ کر سلامتی اور خیر والے راستے پر چلے اور دنیا میں فساد برپا نہ کرے، اللہ کی بغاوت ونافرمانی نہ کرے۔

☆ وہ دنیا میں جس طرح ہر مخلوق کی عمر پوری ہونے تک سلامتی عطا کرتا ہے، اسی طرح انسان کو بھی مختصر مدت کے لئے زندگی دی، اور اُسے سلامتی والے راستے پر چل کر آخرت میں جانا ہے، دنیا کی سلامتی اس نے قیامت قائم ہونے تک رکھی ہے، پھر وہ انسانوں اور جنات کو دوبارہ زندہ کرکے ان کی زندگیوں کا حساب لے گا، اور نیک انسان کو دارالسلام یعنی جنت جو سلامتی والا گھر ہے عطا کرے گا، گنہگار ونا کام انسانوں کو شر اور تکلیف دہ گھر یعنی جہنم میں ڈالے گا، اس لئے انسان کو امتحان کی خاطر دنیا میں سلامتی کا راستہ یا شر وفساد کا راستہ اختیار کرنے کی آزادی اور مہلت عطا کی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ: ہر قسم کا امن دینے والا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، وہ ہی ذات اپنی تمام مخلوقات کو سراسر امن دینے والی ہے، کوئی انسانی حکومت یا ہتھیار یا دولت یا کسی کی

طاقت یا کسی انسانی منصوبے سے کسی بھی مخلوق کو امن وحفاظت نہیں مل سکتی، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی کسی مخلوق کو امن نہیں دے سکتا، اس لئے کہ اللہ ہی المؤمن ہے۔

دنیا کے اس امتحان میں شیطان اور اس کے ساتھی دنیا کا امن برباد کریں گے

چونکہ اللہ نے دنیا کی زندگی کو امتحان کی جگہ بنایا ہے اور شیطان کو شر اور فساد یا بھٹکانے کی' امتحان کی خاطر اجازت دی ہے، تو انسان جو نیکی کو پسند کرتے' حق پر چلنا چاہتے ہیں' ایمان پر زندگی گذاریں گے تو شیطان اپنی جماعت حزب الشیطان کے لوگوں سے زمین میں امن کو بگاڑے گا، ایمان والوں کو شر اور فساد کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا، تا کہ وہ ڈر' خوف اور بے سکونی میں اللہ سے دور ہو جائیں، اور اللہ سے ناامید ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

چونکہ جب ڈر' خوف اور بے سکونی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، تو انسان اطمینان اور سکون ویکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبدیت وبندگی نہیں کرسکتا، ناشکری کرتا ہے، جس طرح زمانۂ جاہلیت میں قریش کے قبیلے راتوں میں اطمینان وسکون کی نیند نہیں سو سکتے تھے کہ کہیں کوئی قبیلہ ہم پر حملہ کر کے ہماری جان و مال کو لوٹ نہ لے اور ہماری عورتوں اور بچوں کو غلام نہ بنالے، اِسے خوف کہتے ہیں۔

جب انسان کو کسی بڑے اور طاقتور یا حکومت یا پولیس کی طرف سے حفاظت وامن کا سہارا ملتا ہے تو وہ پختہ یقین رکھ کر بے خوف رہتا ہے اور اس سہارے پر پختہ یقین رکھ کر کسی سے نہیں گھبراتا، نڈر بن جاتا ہے، اسی طرح اللہ کو انسان المؤمن مان لے تو ہر قسم کے نقصان دہ حالات میں اللہ پر توکل کرتا ہے اور بے خوف رہتا ہے، اللہ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا اور اسباب کے ذریعہ آزمائش وامتحان رکھا، اور سورۃ البقرہ میں فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ٥ الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعونَ ٥ أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ

الْمُهْتَدُونَ o (البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

ترجمہ: اور ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، کبھی خوف سے اور کبھی بھوک سے، اور کبھی مال و جان اور پھلوں میں کمی کرکے، اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنادو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

یعنی اس امتحان گاہ میں مومن انسانوں کا مختلف طریقوں سے امتحان لیا جائے گا، کبھی موت دے کر، کبھی خوف دے کر کبھی تجارت میں نقصان دے کر، کبھی بھوک و پیاس دے کر آزمایا جائے گا، ان تمام حالات میں انسان صبر اور شکر اختیار کرے، اللہ سے نا امید نہ ہوں اور نہ اللہ کی شکایت کرے، یہ امتحان اسباب کے ذریعہ دولت منداور غریب دونوں پر آتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ بظاہر اسباب اور مخلوقات سے نفع ونقصان دے گا۔

تقدیر کے فیصلے کے تحت کوئی کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ بھی تعلیم دی کہ دنیا کی کوئی قوت بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے نہ نقصان دے سکتی ہے اور نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے، مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں اگر کچھ نقصان ہو جائے کوئی چیز نہ ملے یا ناکامی ہو جائے تو چاہے تم کتنے ہی منصوبے بنالو یا احتیاط کرلو وہ آکر رہے گی اور جو چیز نہ ملنا ہے وہ کبھی نہیں ملے گی، چاہے کتنی ہی کوشش کرلو۔

اَلْمُؤْمِنُ کے دو معنیٰ ہیں

المؤمن یہ صفتی نام جب اللہ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنیٰ ہیں وہ ذات جو اپنی مخلوقات کو ہر قسم کے ڈر خوف گھبراہٹ و پریشانی سے سکون وامن دینے والی ہے، جس سے امن وامان مانگا جائے، اس کے سوا کسی اور سے امن' تصور نہ ہو۔

جب یہ الفاظ کسی ایمان والے کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو اس کے معنیٰ ہیں وہ شخص جس نے اللہ کو اپنا رب مان لیا اور اسلام کو دین مان لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا پیغمبر مان لیا وہ ایمان کی لذت پائے گا، ان تینوں باتوں پر راضی ہو گیا، جو زبان سے ایمان کا اقرار کرے اور عمل سے ظاہر کرے وہ مؤمن کہلائے گا، یعنی وہ شخص جو اللہ پر کامل اور مضبوط و پختہ اعتماد و بھروسہ کر کے ایمان لاتا ہے۔

جو کتاب الٰہی کی تصدیق کر کے شہادت دیتا ہے اور دنیا کی زندگی کو اپنے لئے امتحان و آزمائش سمجھتا ہو، وہ یقین رکھتا ہے کہ یہاں میری آزمائش کے لئے خیر و شر اللہ کی طرف سے رکھا گیا، وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے میری زندگی کا حساب لے گا، اور نیکیوں پر جنت میں اجر دے گا اور گناہوں پر جہنم میں سزا دے گا، اسی پختہ یقین کے تحت وہ اللہ کو اکیلا ذات وصفات کے ساتھ مان کر ایمان رکھتا ہے' مؤمن کہلاتا ہے۔

مومن جب اللہ کو السلام والمؤمن مانتا ہے تو وہ سلامتی وامن والا ہو جاتا ہے

ایسا انسان جب اللہ تعالیٰ کو السَّلامُ اور الْمُؤْمِنُ مانتا ہے تو پھر زندگی کے تمام شعبوں میں وہ اللہ کی ان دو صفات کی نقل بھی کرنا چاہتا ہے ایسا انسان ہرگز زبان سے اللہ کو السَّلامُ، الْمُؤْمِنُ مان کر اس کا خلیفہ بن کر زمین میں اپنے مالک کے اخلاق وصفات کے خلاف زندگی نہیں گذارتا اور خود اپنی زندگی اور دوسرے انسان کی زندگی کو فساد اور شر کے حوالے نہیں کر دیتا، اس کی زندگی مکمل امن والی ہوتی ہے۔

سلامتی وامن والی زندگی کے لئے دعاء سکھائی گئی

انسان کو دنیا میں ایمان اختیار کرنے کی تعلیم اس لئے دی جارہی ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ سلامتی وامن والے احکام کی پابندی کر کے آخرت کی کامیاب زندگی کے لئے زمین میں بغاوت و نافرمانی کے ذریعہ فساد برپا نہ کرے، اس سلامتی وامن والے اعمال اختیار کرنے کے لئے اللہ نے انسان و جنات کو ایک دعاء انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے سکھائی، جیسے ہی حضرت آدمؑ کے جسم میں روح ڈالی گئی اور وہ

حرکت میں آ گئے، ان سے کہا گیا کہ وہ فرشتوں کی جماعت کو سلام کریں اور وہ جو دعاء دیں، یاد رکھیں یہ دعاء تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے ہے، فرشتوں نے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔ (بخاری و مسلم)

سلام انبیاء کرام علیہم السلام کا متفقہ طریقہ رہا ہے۔ اسی دعاء کو آپس میں کرتے رہنے سے انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ساتھ رہتی ہے اور وہ رحمت والے اعمال اختیار کرسکتا ہے، انسانوں سے محبت بڑھا سکتا ہے، اور اپنی زندگی میں اللہ کو بھولنے نہیں پاتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کا سلام کے ذریعہ استقبال کریں گے اور دار السلام یعنی سلامتی کے گھر میں داخل ہونے کی دعاء دیں گے، سلام کے الفاظ سے استقبال کیا جائے گا۔

☆ حدیث میں ہے کہ ملک الموت اور ان کی جماعت کے فرشتے جب نیک انسان کی روح قبض کرنے آئیں گے تو سلام کریں گے اور سلامتی کے گھر کی طرف چلنے کی دعوت دیں گے، جنت کے دروازے کا نام بھی باب السلام ہے۔

☆ نماز پڑھنے والے ہر نماز کے قاعدہ میں بیٹھ کر التحیات میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سلامتی والے دعائیہ کلمات سلام کے ذریعہ دہراتے رہیں گے، جس سے ان کو اور ساری امت کو زندگی میں سلامتی کی دعاء ملتی رہے گی، اور نماز کے ختم پر سلام پھیرتے ہوئے کندھوں پر موجود کراماً کاتبین کو سلامتی کی دعاء دیتے رہیں گے۔

☆ قبرستان سے گذرتے وقت اسلام نے مردوں پر بھی سلامتی بھیجنے کی دعاء سکھائی، تا کہ انہیں برزخ میں زندوں کی طرف سے سلامتی کی دعاء ملتی رہے۔

ہر نماز کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ۔ اے اللہ! تو سلامتی والا ہے، اور تجھی سے سلامتی ہے تو بابرکت ہے، اے بزرگی اور کرم والے۔ (صحیح مسلم)

سلامتی کے گھر کو حاصل کرنے کی شرط

قرآن نے تعلیم دی کہ اللہ انسانوں کو دنیا کی زندگی کے بعد آخرت میں دار السلام یعنی سلامتی والے گھر جنت کا وارث بنانا چاہتا ہے، مگر اس گھر کے وارث بننے اور اس گھر کو حاصل کرنے کے لئے اللہ نے انسانوں پر ایک شرط رکھی ہے، وہ شرط یہ ہے کہ انسان آخرت میں قلبِ سلیم یعنی سلامتی والا دل (نیکیوں، اللہ کی عبدیت و بندگی پسند کرنے والا دل) اور امن والے اعمال لے کر آئے، سلیم الفطرت نفس، نفس لوّامہ اور نفس مطمئنہ لے کر آئے، ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ پاک ہو کر آئے۔

سلامتی والا دل اور سلامتی والا قلب کب بن سکتا ہے، جب انسان شرک، کفر، منافقت، فسق و فجور سے پاک ہو کر توحید، رسالت و آخرت کا پختہ یقین کر کے ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد بغض، حسد، جلن، کینہ و کپٹ، عداوت و دشمنی، جھوٹ، ریاء کاری سے دور رہ کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع میں کامیاب ہونے کا تصور رکھے اور یہود و نصاریٰ کی طرح ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملائے، خالص ایمان لے کر آئے، تب ہی دار السلام جیسے گھر میں داخلے کی اللہ اجازت دے گا اور وارث بنائے گا۔

اگر انسان توحید کے ساتھ شرک کو ملا کر یہود و نصاریٰ کی طرح ملاوٹ والا عقیدہ رکھے اور جان بوجھ کر شیطان کی جماعت یعنی حزب الشیطان کا فرد بن جائے تو وہ امن و سلامتی والے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا دل و دماغ، سلیم الفطرت اور امن و سلامتی والا نہیں رہتا، گندہ اور ناپاک رہتا ہے، یہود و نصاریٰ کتابِ الٰہی کو مانتے ہوئے بغض، عداوت، کینہ کپٹ، ریاکاری، جھوٹ، حسد و جلن، فساد، قتل و خون اور دھوکہ و فریب میں مبتلا تھے اور ہیں، سچائی کو سمجھتے ہوئے انکار کر بیٹھے۔

ان صفات کی نقل کرنے والا کسی پر ظلم نہیں کرتا

قلب سلیم، سلامتی و امن رکھنے والا انسان اپنے مالک کی نقل اور اس کی ان دو صفات السلام والمؤمن کا پَرتَو بن کر کسی بھی انسان کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہیں دیتا،

اپنے پڑوسی کو امن وسلامتی والے سلوک سے سلامتی دیتا ہے، جان بوجھ کر اللہ کے احکام کے خلاف نہیں چلتا، زمین میں فسادات نہیں پھیلاتا، انسانوں کو جھوٹ، دھوکہ، فریب، سود، رشوت جوڑے کی رقمیں، ناجائز طریقوں سے سامانِ جہیز اور ناجائز دعوتیں، جھوٹے مقدمات جیسے بداعمالیوں سے شیطان کا ساتھی نہیں بنتا، اس کو دیکھنے سے انسانوں کو اللہ یاد آتا ہے، وہ زمین والوں پر رحم کر کے اللہ کی صفت سلامتی کا سایہ بنتا ہے، لوگ اس کو صادق وامین جان کر پورا پورا اعتماد وبھروسہ کرتے ہیں، اس سے کسی قسم کا خوف اور نقصان کا ڈر نہیں رکھتے۔

ایسے انسان کا دل سلیم الفطرت بن کر غریبوں، مفلسوں سے محبت اور مساوات انسانی کا سلوک کرتا اور دوسروں کی ماں، بہن، بیٹی کو اپنی ماں، بہن بیٹی کی طرح سمجھتا ہے، خود اخلاق رذیلہ، شراب، زنا، ناچ گانا بجانا، قتل وخون اور غارت گری سے نفرت کرتا اور دور رہتا ہے، جو لوگ ان تمام اخلاقِ رذیلہ کا شکار رہیں گے وہ سلامتی وامن والی زندگی سے خالی رہیں گے، ان کی زندگی میں اللہ کی لعنت، دنیا وآخرت میں بھی رہے گی اور وہ دونوں جگہ سلامتی وعافیت سے محروم رہیں گے، بے خوف زندگی سے دور رہیں گے۔

اللہ نے سلامتی والی زندگی کی تعلیم دینے کے لئے قرآن مجید نازل کیا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی صفت السلام سے سلام جیسی دعاء سکھا کر اور صفت المؤمن سے ایمان اور امن والے اعمال کی تعلیم دینے کے لئے رسولوں کو بھیجا، وحی نازل کی اور زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اپنی صفات نازل فرمایا؛ تاکہ انسان اللہ کے احکام وقانون پر چل کر عفو ودرگذر، حلم، ربوبیت، رحم، کرم، معافی، صبر، ہمدردی ومحبت، ایثار وقربانی، ہدایت و رزاقیت کی نقل کر کے سلامتی اور امن والے اعمال کو اختیار کر کے خود بھی اور دوسروں کو بھی سلامتی والی زندگی پر چلنے کا موقع عطا کرے۔

تمام مخلوقات اللہ کے احکام پر چل کر امن وسلامتی والی زندگی رکھتی ہیں

جس طرح اس کائنات کی تمام مخلوقات اللہ کے احکام پر سلامتی اور امن کے ساتھ چل رہی ہیں اسی طرح انسان بھی دوسری مخلوقات کی طرح امن وسلامتی والا بن جائے،

دنیا میں امن وسلامتی کو برباد نہ کرے، اللہ تعالیٰ انسانوں کو سلام جیسی دعاء سکھا کر چوبیس گھنٹے اپنی رحمت وبرکت عطا کرنا چاہتا ہے۔

اگر انسان دنیا کی زندگی میں اللہ کی رحمت وسلامتی والے اعمال اختیار کرے گا تو وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رحمتِ الٰہی میں رہے گا، تکالیف' مصیبت وخوف میں بھی نہیں گھبرائے گا، ایمان کی وجہ سے اس کا یقین اتنا پختہ ہوگا کہ وہ عقیدہ رکھے گا کہ بغیر اللہ کی مرضی کے مجھے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور نہ میری مدد کرسکتا ہے، جو حالات مجھ پر آرہے ہیں وہ میری تقدیر کا حصہ ہیں، اس پر وہ اللہ پر بھروسہ کرکے اعتماد وامن و عافیت اور اطمینان میں رہے گا، اور اسی اطمینان واعتماد کی وجہ سے اللہ کی عبدیت و بندگی کرسکے گا، دنیا کی امتحان والی زندگی میں امن وسکون کا ملنا اللہ کی بہت بڑی رحمت ونعمت ہے، جس کی وجہ سے دنیا سے کامیاب گذر کر وہ آخرت میں تکالیف ومشکلات سے بچے گا اور بے خوف ہوکر نعمتوں والی زندگی میں رہے گا۔

اس کے برعکس ایمان سے خالی رہنے سے مختلف حالات پر اللہ سے ناامید رہے گا، اور بے سکون ہوکر دنیا میں بھی سلامتی وامن اور سکون سے محروم رہے گا اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا رہے گا، آخرت میں سلامتی وامن والی زندگی نہیں ملے گی، اس لئے سلامتی وامن والی زندگی اختیار کرنا ہو تو خالص ایمان لانا ہوگا، اور اسلام پر زندگی گذارنا ہوگا۔

☆ یہ کب ہوگا؟ جب انسان پر اللہ کی رحمت وسلامتی ملتی رہے، ایمان اور اسلام کے معنٰی اطمینان' سکون' چین' بے خوفی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَسۡلِمُوۡا تَسۡلِمُوۡا. اسلام قبول کرو سلامتی پاؤ گے۔ اب جو انسان خالص ایمان لاکر اسلام پر زندگی گذارے گا اس کی زندگی کے تمام اعمال امن' سکون' سلامتی و عافیت والے ہی ہوں گے، وہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی سلامتی وعافیت والا ہوگا، وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی اطاعت و بندگی، ذکر وتسبیح اور نماز قائم کرکے قلبی سکون اور راحت پائے گا، اس کا قلب اللہ کی محبت اور یاد سے اطمینان میں رہے گا، اللہ کی طرف سے سلامتی ملے گی تو امن وسکون کے ساتھ انسان

اللہ کی عبدیت و بندگی کر سکے گا، ہر حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر حکم کے مطابق زندگی گذارنے والے اعمال اختیار کرے گا، وہ یقین رکھے گا کہ کوئی مصیبت یا راحت اللہ تعالیٰ کی مرضی و مشیت کے بغیر نہیں مل سکتی اور وہ جب بھی نیکیاں کرنا چاہے گا اور گناہوں سے بچنا چاہے گا تو اُسے اللہ کی مدد اور رحمت ملنا ضروری ہے، اللہ کی مدد اور رحمت کے بغیر وہ اعمالِ صالحہ نہیں کرسکتا، وہ ہر کام اور عمل کرتے وقت اللہ پر توکل اور بھرپور بھروسہ واعتماد پر کرتا ہے، مدد اور رحمت کی مثال یوں سمجھیں کہ بجلی کی روشنی جیسی ہے، جس میں ہر کام کرنا آسان ہوتا ہے۔

اللہ کی سلامتی وامن نہ ملے تو اس کے قہر وغضب کا ظہور ہوتا ہے

ایمان والے انسان جانتے ہیں کہ اللہ اپنی امن وسلامتی والی صفت اس پر سے اٹھالے تو شیطان اس پر قابض ہوجاتا ہے، چنانچہ وہ نافرمان، باغیوں، سرکشوں کو سزا دینے کے لئے امن وسلامتی کی جگہ قہر وغضب کا ظہور کرتا ہے، مکھیوں سے ہیضہ، مچھروں سے ملیریا اور دوسری آفات میں مبتلا کردیتا ہے، یا ظالم حکمرانوں کو مسلط کردیتا ہے، یا آپس میں اختلافات بڑھادیتا ہے۔

اس نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو معمولی چھوٹے چھوٹے پرندوں ابابیل کے چونچ اور پنجوں میں کنکریاں دے کر ہلاک کیا، فرعون اور اس کے لشکر کو بغیر لڑائی کے سمندر میں ڈوبا کر ختم کردیا، نمرود کو ناک کے ذریعہ دماغ میں مچھر گھسا کر جوتے سے پٹائی کروائی، قوم لوط کو پتھروں کی بارش اور زمین کو الٹا کر کے ختم کردیا، اور سمندر کے اس حصہ کو بحرِ مردار بنادیا، مکہ کے سرداروں کو جنگ بدر میں ایک ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سلامتی کے لئے انسان پر خیر وشر دونوں حالات آتے ہیں

وہ انسانوں کی نافرمانیوں، بغاوت، ناشکری، ظلم اور کفر وشرک پر سلامتی وامن اٹھالیتا ہے اور مہلت پر مہلت دے کر زلزلے، طوفان، سونامی اور قحط سے سزا دے کر ہلاک کردیتا ہے یا مصیبتوں میں مبتلا کردیتا ہے، گنہگار ایمان والوں کو آخرت میں سلامتی عطا کرنے کے لئے دنیا کی زندگی میں بیماری اور مشکلات میں مبتلا کر کے گناہوں سے نجات کا ذریعہ بناتا ہے، یا

پھر آخرت میں نیک بندوں کے درجات بلند کرنے کے لئے انہیں دنیا میں تکلیف وآزمائش میں مبتلا کرتا ہے، غافل انسانوں کو اطاعت وبندگی کی طرف بلانے کے لئے کچھ مصیبت میں ڈالتا ہے، مومن پر مصیبتوں کا آنا ایسا ہی ہے جیسے ڈاکٹر کا مریض کو صحت مند کرنے کے لئے نشتر اور آپریشن کرنا ہوتا ہے، اس لئے مومن پر ایمان کی حالت میں جو حالات آتے ہیں وہ سلامتی ہی سلامتی والے ہوتے ہیں، حقیقی اور شعوری ایمان والا اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

جو انسان چاہے ایمان والا ہو یا غیر ایمان والا' جب دولت' طاقت' حکومت واقتدار یا ایمان کی وحی الٰہی کی ناقدری کرتے ہیں تو ان پر سے امن ہٹا لیتا ہے، زندگی میں خوف و مصیبتیں پیدا کر دیتا ہے، انسان اگر ایمان کی ناقدری کرے اور ایمان کا شکر ادا نہ کرے یا ایمان سے لاپرواہ ہو کر کوئی اہمیت نہ دے یا ایمان کے حقوق وذمہ داریاں ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں پر سے سلامتی ہٹا کر' ایمان چھین کر دوسروں کو ایمان عطا کر دیتا ہے اوران کو اپنا مقرب بنا کر ان سے دین کا کام لیتا ہے، جیسے یہود کو معزول کر کے امّی عربوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنا دیا۔

اس لئے انسان ہمیشہ اللہ سے ایمان کے ملنے پر شکر ادا کرتا رہے، ایمان سے محروم نہ ہونے کی دعاء مانگتا رہے، اور دونوں جہاں کی سلامتی کے لئے ایمان والی زندگی مانگتا رہے۔

اگر انسان کو دنیا کی زندگی میں امن وسکون نہ ملے تو انسان دنیا کا اور دین کا کوئی کام نہیں کر سکتا، بے اطمینانی' گھبراہٹ اور خوف وڈر میں مبتلا رہتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں میں قرآن نے یہ دعاء بھی پیش کی کہ وہ اپنی دعاء میں: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ٥ (البقرہ:۱۲۶) اور جب ابراہیمؑ نے دعاء کی اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن والا شہر بنا دے۔ جس کی وجہ سے اللہ نے مکہ شہر کو لڑائی جھگڑوں اور فساد سے پاک کر کے امن وسلامتی والا شہر بنا دیا، پھر اللہ نے اس امن والے شہر کی قسم بھی کھائی، لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ (البلد:۱) وہ شہر امن وسلامتی والا ہے، چوری' لوٹ مار' ڈاکہ زنی سے پاک ہو جانے کی وجہ سے برسوں سے ایمان والے سکون سے حج وعمرہ کرتے ہیں اور وہاں

کے لوگ سلامتی اور امن کے ساتھ اس شہر میں رہتے ہیں، سلامتی عطا ہونے اور امن دینے کے لئے اس شہر کو اور لاکھوں حاجیوں کو زم زم جیسے پانی کا انتظام کیا، دنیا میں پیدا ہونے والی سبھی غذائیں اور میوے وہاں دستیاب ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے پانی اور غذاء کی قلت ختم ہوگئی، یہ سب اللہ کے ''السلام'' ہونے کی وجہ سے سلامتی والے حالات ہیں۔

اللہ کو المؤمن ماننے سے انسان کا عقیدہ پختہ ہوتا ہے

ایمان والا یہ یقین اور توکل رکھتا ہے کہ اس کا مالک المؤمن ہے، وہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی وجہ سے انعام دے گا، وہ المؤمن ہونے کی وجہ سے کسی پر ظلم و ناانصافی نہیں کرتا، کسی کا حق نہیں ڈوباتا، اجر ضائع نہیں کرتا، وعدہ خلافی نہیں کرتا، وہ تو نیک انسانوں کی قدر کرتا ہے اور ان کے رتی برابر نیکی پر بھی اجر دیتا ہے۔

سلامتی سے محرومی پر انسانوں کی حالت

دنیا میں جس انسان پر سے اللہ کی سلامتی اور امن اٹھ جاتا ہے وہ دولت مند ہوتے ہوئے بنگلہ' کوٹھی اور اولاد رکھتے ہوئے' خادموں کے رہتے ہوئے' کہیں نیند سے' کہیں صحت و تندرستی سے' کہیں غذائیں کھانے سے' کہیں سوچنے سمجھنے سے اور کہیں اولاد' بیوی اور خادمین کی فرمانبرداری سے محروم رہتے ہیں، وہ سب کچھ رکھتے ہوئے بے سکونی و بے اطمینانی میں دن رات گذارتے ہیں، نیند کے لئے نیند کی گولیاں استعمال کرتے ہیں۔

بچوں کی ذہن سازی کے لئے سوالات وجوابات

سوال: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنا صفتی نام ''السلام'' کیوں نازل کیا؟

جواب: تمام مخلوقات ہر منٹ' ہر سکنڈ' اللہ ہی کی سلامتی اور حفاظت کی محتاج ہیں، سلامتی دینے والا وہی اکیلا ہے۔

سوال: سلام جیسی دعاء سے ایمان والوں کو کس قسم کی سلامتی ملتی ہے؟

جواب: سلام ایک ایسی دعاء ہے جس سے ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور مرنے کے بعد والی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی' عافیت و آرام، نیکی اور اجر، خیریت و حفاظت ملتی ہے،

گویا وہ دنیا اور آخرت میں سلامتی رحمت و برکت والی زندگی میں رہتا ہے، انسان دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے ذریعہ آرام سکون عزت وراحت سلامتی وعافیت کا محتاج ہے۔

سوال: غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے میں کیا الفاظ استعمال کرتے تھے؟ ان کے معنیٰ کیا ہیں؟ یہود کس طرح سلام کرتے ہیں؟

جواب: غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کو ''سام علیکم'' کہتے تھے، یعنی آپ پر موت آجائے، سام کے معنیٰ موت ہیں۔ یہود آپس میں ''شلام علیکم'' کہتے ہیں، یہ الفاظ غلط ہیں۔

سوال: بعض لوگ سلامٌ علیکم یا السلام وعلیکم کہتے ہیں؟

جواب: یہ دونوں غلط ہیں، عربی قواعد کے تحت جب الف لام آجائے تو تنوین نہیں لگائی جاتی اور سلام کے بعد 'و' نہیں کہنا چاہئے۔

سوال: اکثر مسلمان اسلامی سلام نہ کرکے صبح الخیر (صبح اچھی ہو) یا گڈ مارننگ یا گڈ ایوینگ یا گڈ نائٹ کہتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ان الفاظ سے سلام کرنے سے کوئی ثواب اور نیکیاں نہیں ملتیں اور نہ اللہ کی سلامتی رحمت و برکات حاصل ہوتی ہیں، یہ غیر مسلموں کی تقلید ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں ہے، اور یہ الفاظ حالات کے لحاظ سے نامناسب ہوتے ہیں۔

سوال: اسلامی طریقۂ سلام سے ہٹ کر دوسرے الفاظ حالات کے لحاظ سے مناسب کیوں نہیں ہوتے؟

جواب: انسان پر مصیبت غم تکالیف اور بیماری کے حالات آتے رہتے ہیں، ان حالات میں ہر لحہ اور ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت برکتیں اور سکون کی سلامتی کی دعاء ملنا ضروری ہے، اگر کسی کے گھر موت ہوجائے یا دُکان جل جائے، یا وہ بیمار ہوجائے تو وہاں جاکر کوئی تمہاری صبح اچھی ہو، یا شام اچھی ہو کہے تو یہ اس کے پریشانی اور مصیبت سے سلامتی وسکون کی دعاء نہیں ہوگی، اور نہ اس سے اس پر اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں گی، اس لئے انسان کے تمام حالات میں اسلامی طریقۂ سلام ہی بہترین دعاء ہے، جو خوشحالی و پریشانی

دونوں قسم کے حالات کے لئے فائدہ مند ہے۔

سوال: انسان دنیا اور آخرت میں کس کس قسم کی سلامتی کا محتاج رہتا ہے؟

جواب: انسان کو دنیا کی زندگی میں ایمان وہدایت کی ہر لمحہ و ہر گھڑی سلامتی کا محتاج رہتا ہے، پھر ایمان قبول کرنے کے بعد اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اللہ کی عبدیت و بندگی کی سلامتی چاہئے، رسول اللہ ﷺ کی محبت واتباع میں اللہ کی اطاعت وسلامتی چاہے ء، قرآن مجید کی تلاوت سے ہدایت کا فیض چاہئے، قرآن مجید پر عمل کرنے کی طاقت چاہئے، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت چاہئے، ان کے علاوہ نوکری اور کاروبار کی سلامتی، صحت و تندرستی کی سلامتی، دشمنوں سے حفاظت کی سلامتی، ماں باپ کی سرپرستی اور پرورش کی سلامتی، شوہر بیوی کے نکاح کی سلامتی، اولاد کی سلامتی، تقویٰ و پرہیز گاری باقی رہنے کی سلامتی، جسم اور تمام اعضاء کی سلامتی، حلال رزق کی سلامتی، فضول خرچی سے بچنے کی سلامتی، لوگوں کے ظلم، فساد اور ناانصافیوں سے بچنے کی سلامتی، شیطان اور نفس امّارہ اور گمراہ انسانوں کی گمراہ تعلیمات وغلط تدابیر سے بچنے کی سلامتی، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح دنیا کے ختم ہونے اور موت کے وقت حالتِ سکرات میں سلامتی، قبر کے سوالات کے جواب دینے میں سلامتی، قبر کے عذاب سے بچنے کی سلامتی، اسی لئے زندہ انسانوں کو قبرستان کے پاس سے گذرنے پر مردوں کو سلام بھیجنے کا طریقہ رکھا گیا، پھر برزخ کے بعد حشر کے میدان میں پل صراط پر سے گذرنے میں سلامتی اور جنت کی سلامتی، یہ سب کا انسان ہمیشہ محتاج رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں میں سلامتی اور سکون حاصل کرنے کے لئے اپنے صفاتی نام ''السلام'' اور ''المؤمن'' کو نازل کر کے سلام کے ذریعہ رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کی دعاء سکھائی؛ تاکہ انسان زندگی کے تمام شعبوں میں اچھے اور سلامتی والے اعمال اختیار کر کے امن وسکون کے ساتھ کامیاب زندگی گذار سکے۔

سوال: اکثر مسلمان دنیا کی زندگی کے مختلف شعبوں میں پریشان اور بے سکون

نظر آتے ہیں۔ کیوں؟ کلمہ پڑھ کر اسلام کے خلاف زندگی گذارتے ہیں۔

جواب: اکثر مسلمان سلام کو صرف رسم ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کو سلام کے معنیٰ تک معلوم نہیں رہتے، وہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں سلام نہیں کرتے، آپس میں جاننے یا نہ جاننے والوں کو سلام نہیں کرتے، اللہ نے خاص طور پر قرآن مجید میں گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کے ساتھ داخل ہونے کی تاکید کی، مگر اکثر مسلمان گھروں میں بغیر سلام کہے داخل ہوجاتے ہیں، جب انسان بغیر سلام کئے گھر میں داخل ہوتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوجاتا ہے، رحمت کے فرشتے نہیں آتے، جس کی وجہ سے گھر اللہ کی رحمت سے خالی ہوتے ہیں اور گھروں میں بے حیائی و بے شرمی اور گناہوں کا ماحول، ناچ گانا بجانا بے نمازی پن' نیم عریانیت، نیکیوں سے گھبراہٹ زیادہ رہتی ہے، گھر کے لوگ دین بیزار بنے رہتے ہیں، ان کو دین سے دلچسپی نہیں ہوتی، جماعتی تعصب کی وجہ سے بھی سلام نہیں کرتے۔

☆ صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی گھر میں اگر دس لوگ رہتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام کئے بغیر بات چیت کرتے ہیں، اور بغیر سلام کے ہی ایک دوسرے کے ساتھ کام کاج شروع کردیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ. بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو۔ (ترمذی)

☆ اولاد صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی نہ ماں باپ ان کو سلام کرتے اور نہ اولاد ماں باپ کو سلام کرتی ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے، بھائی بہن ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے، اور اکثر لوگ تو ٹیلیفون اور موبائل پر بھی بغیر سلام کے گفتگو شروع کردیتے ہیں، اکثر مسلمانوں کے گھر سلام کی برکات سے خالی ہیں، اسی لئے بے دینی کے جراثیم اور شیطانیت' ایمان والوں کے گھروں میں گھسی ہوئی نظر آتی ہے، اللہ کی رحمت نہ ہونے کی وجہ سے گھر کے افراد کو نماز ادا کرنے کا ذہن ہی نہیں ہوتا۔

☆ رسول اللہ ﷺ بچوں' عورتوں' بیویوں' خادموں' غلاموں' سب کو سلام میں پہل کرتے

تھے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے! جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہوگا۔

☆ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو، اور جب گھر سے جانے لگو تو گھر والوں سے سلام کے ساتھ رخصت ہو۔ (بیہقی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ، اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو جائے؟ وہ یہ کہ سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو صرف جان پہچان کی بنیاد پر سلام کرے۔

سوال: اسلام نے سلام کے تعلق سے کیا تعلیم دی؟

جواب: سلام کے تعلق سے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ ہر مسلمان جن کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں آپس میں سلام کی دعاء دے کر مصافحہ کریں، دور سے آئیں ہوں' زیادہ دنوں کے بعد ملاقات ہو' تو معانقہ بھی کریں، اس سے دشمنی' بغض وعداوت' حسد جلن اور کینہ کپٹ دور ہوتا ہے، اور محبت پیدا ہوتی ہے، مصافحہ کرنے سے سلام کی تکمیل ہوتی ہے۔

☆ کسی کے گھر جائیں یا خود اپنے گھر میں داخل ہونے اور رخصت ہونے دونوں وقتوں میں سلام ضرور کریں، رخصت ہوتے وقت خدا حافظ کہیں تو یہ بھی سلام میں آتا ہے۔

☆ بچوں کو اسکول جانے اور واپس گھر آتے وقت سلام کا عادی بنایا جائے، نوکر اگر مسلم ہوں تو انہیں بھی سلام کریں اور سلام کرنے کی تاکید کریں، پڑوسیوں، محلے والوں اور مسجد میں داخل ہونے پر سب کو سلام کریں، اور ہر روز رسول اللہ ﷺ پر الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پر بھی سلام بھیجیں، کسی جگہ مجلس بیٹھی ہو تو داخل ہونے

والے ایک آدمی کا سلام کرنا پوری مجلس کے لئے کافی ہے۔

سوال: جو لوگ ظلم کرتے ہیں اور گناہ کبیرہ کرتے ہیں' کیا وہ سلام کی رحمتیں برکتیں حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو! مظلوم اگر غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، اللہ اس کی بددعاء قبول کرتا ہے۔

قرآن مجید نے شرک کو بھی ظلم عظیم کہا ہے، **اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ**. اس لئے توحید کے ساتھ شرک کو ملانے سے بھی خالص ایمان نہیں ہوگا، انسان سلام کی برکات حاصل نہ کر سکے گا، اس کے علاوہ ایمان رکھ کر لوگوں کی زمینات' مکانات' دُکانات اور جائیدادوں وغیرہ پر ناجائزہ قبضہ کرنا، جان بوجھ کر قرض لے کر ڈبو دینا، نکاح کے لئے ناجائز طور پر سامانِ جہیز لینا اور جوڑے کی رقمیں لے کر لڑکی والوں پر ظلم کرنا، رشوت کے بغیر کام نہ کرنا، امانت کھا جانا، سود لینا دینا، جھوٹے مقدمہ ڈالنا، دھوکہ دینا، جھوٹ اور فریب سے تجارت کرنا، ان تمام اعمال سے سلام کی رحمتیں و برکتیں حاصل نہیں ہوتیں، لوگوں کی دل شکنی اور بددعاء لینے کے بعد زندگی میں سلامتی باقی نہیں رہتی۔

شوہر' بیوی پر ظلم نہ کرے، ساس' بہو پر اور بہو' ساس پر ظلم نہ کرے، داماد سسرال والوں پر ظلم نہ کرے، پڑوسیوں پر ظلم نہ کرے، غریبوں' مفلسوں پر ظلم نہ کرے، یہاں تک کہ جانوروں پر بھی ظلم نہ کرے، تب ہی اللہ کی رحمت میں رہ سکتے ہیں، رحمت ملے تو اعمالِ صالحہ کر سکتے ہیں۔

سوال: سلام میں پہل کرنے سے انسان کونسی اخلاقی بیماریوں سے بچ سکتا ہے؟

جواب: سلام میں پہل کرنے سے انسان غرور، تکبر، گھمنڈ، بڑائی، فخر جتانے، اپنے کو نیک اور صالح و متقی پرہیزگار سمجھنے، قطع رحمی اور قابل و عقلمند سمجھنے، خودغرضی، احسان فراموشی، اپنے کو اعلیٰ اور اونچی ذات والا یا اونچے خاندان والا' یا عالم' علم والا' بڑے عہدے کرسی والا جیسے اخلاق رذیلہ سے بچ سکتا ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔ (بیہقی)

سوال: ایمان قبول کرنے کے بعد ایمان کو پختگی مضبوطی کی سلامتی کب ملتی ہے؟

جواب: ایمان قبول کرنے کے بعد ایمان میں مضبوطی اور پختگی ملنے کی سلامتی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ملنا شروع ہو جاتی ہے، اور یہ معرفت الٰہی کائنات میں اللہ کی مختلف صفات کو سمجھنے سے ملتی ہے، اور انسان میں ایمان کی سلامتی بڑھتی رہتی ہے، اس کے بعد ہر عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ایمان کی سلامتی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، خاص طور پر نماز کی پابندی سے ایمان سلامت رہتا ہے، گناہوں کی زیادتی یعنی اللہ کی بغاوت سے ایمان آہستہ آہستہ ختم ہونا اور کمزور پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

سوال: سلام کے ذریعہ مومن کس بات کا اظہار کرتا ہے؟

جواب: سلام کے ذریعہ ایک انسان دوسرے انسان سے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں آپ پر ظلم نہیں کروں گا، میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا، میں آپ کو دھوکہ وفریب نہیں دوں گا، میں آپ کے لئے سلامتی اور امن دینے والا بنوں گا، مجھ سے ڈر وخوف مت رکھئے، میرا مالک امن وسلامتی والا ہے، میں بھی اس کی ان صفات کا سایہ اپنے عمل سے ظاہر کروں گا، مجھ سے رحم، محبت، حسن سلوک، سلامتی اور امن کی امید رکھئے۔

سوال: اکثر لوگ سلام بھی کرتے ہیں اور فوراً گناہ کی بات بھی کرتے ہیں، کیا اس سے سلام کی برکات حاصل ہو سکتی ہیں؟

جواب: اکثر لوگ شادی بیاہ کی بات چیت میں لوگوں کے گھر جاتے ہی، ان کو رسم کے طور پر سلام کرتے ہیں، پھر فوراً جوڑے اور تلک کی رقم، سامانِ جہیز یا حرام دعوتوں کا مطالبہ کرتے ہیں، سلام کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں، یا باتوں میں تکیہ کلام کے طور پر گالیوں کا استعمال کرتے ہیں، سلام کرتے ہیں، تجارت میں جھوٹ بولتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں، سلام کرتے ہیں پھر وعدہ خلافی کرتے ہیں، رشوت بھی لیتے ہیں، ان تمام اعمال واخلاق

رذیلہ سے سلام کی برکات نہیں ملتی۔

سوال: اولاد کو سلام کرنے سے کیا سلامتی ہے؟

جواب: ماں باپ' اولاد کو سلام کی بار بار دعاء دینے سے ان کے حقوق ادا کرنے کی ان میں تڑپ پیدا ہوتی ہے، اولاد کو دین کی سمجھ توفیق ملنا آسان ہو جاتا ہے، وہ دین بیزار نہیں بنتی، ان میں دین و دنیا دونوں طرح کا علم آنا آسان ہو جاتا ہے، وہ ماں باپ کے لئے رحمت سلامتی اور امن دینے والے بن جاتے ہیں، ان کا وجود ماں باپ کے ساتھ گھر میں زحمت نہیں سلامتی والا بن جاتا ہے، اس لئے ماں باپ' اولاد کے سلام کرنے کیا نتظار میں نہ رہیں؛ بلکہ پہل کر کے سلام کی دعاء دیتے رہیں، انہیں صحیح جواب سکھائیں، اس سے ماں باپ پر سلامتی اور رحمت نازل ہوگی، مگر ماں باپ اپنے کو بڑا سمجھ کر سلام کرنا بے عزتی سمجھتے ہیں۔

سوال: میاں بیوی ایک دوسرے کو سلام کریں تو کیا سلامتی ملتی ہے؟

جواب: سلام کرنے سے سب سے پہلے ایک دوسرے میں محبت پیدا ہوتی ہے، ایک دوسرے میں ہم خیالی پیدا ہو کر ادب تعظیم کا مزاج بنتا ہے، پھر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے جذبات کی سلامتی پیدا ہوتی ہے، جو بوڑھاپے تک رہتی ہے، لڑائی جھگڑے کا ماحول پیدا نہیں ہوتا، شوہر بیوی میں اللہ کے واسطے خدمت کرنے والے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور بیوی شوہر کے لئے سکون وراحت اور سلامتی والی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے، دونوں ایک دوسرے کے سکون وراحت والی سلامتی پاتے ہیں۔

سوال: اولاد ماں باپ کو سلام کرنے سے کیا سلامتی ملتی ہے؟

جواب: اولاد ماں باپ کے لئے سلام کی برکت سے آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سکون بن جاتی ہے، ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کے لئے سلامتی والے اعمال اختیار کرنے کی توفیق ملتی ہے، اور اللہ کے پاس جواب دہی کے احساس سے نظم و آداب میں ''اف'' تک نہیں کہتی، ہمیشہ سلام کے ذریعہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد اللہ سے دعائیں مانگتی رہتی ہے، ان کی خدمت اور حفاظت کے لئے دوڑ دھوپ کرتی ہے۔

سوال: اگر کسی بیمار کو سلام کیا جائے تو کیا سلامتی ملتی ہے؟

جواب: بیمار کو سلام کرنے سے اگر زندگی باقی رہنا ہے تو تکالیف اور بیماری سے نجات ملنے کی سلامتی ملنا شروع ہو جاتی ہے، یا اگر زندگی ختم ہو رہی ہے تو بیماری کی تکلیف سے نجات پا کر آخرت میں جاتا ہے، شفاء ہوتی ہے تو دواؤں میں رحمت نازل ہو کر شفاء ملنا شروع ہو جاتی ہے، رحمت و برکت کی وجہ سے کم خرچ میں علاج ہو جاتا ہے۔

سوال: گھر سے باہر نکلتے وقت سلام کرنے سے کیا سلامتی ملتی ہے؟

جواب: سلام کے ساتھ گھر سے نکلنے پر اللہ کی رحمت ساتھ رہتی ہے، رحمت کے فرشتے حادثہ، ایکسیڈنٹ اور بری موت سے حفاظت کرتے ہیں، بازار کے شر اور برے حالات سے بچنے کی توفیق ملتی ہے، گمراہ انسانوں کی صحبت سے محفوظ رہتے ہیں، دھوکہ کھانے سے محفوظ رہتے ہیں۔

سوال: تجارت اور نوکری میں سلامتی کیا ہوتی ہے؟

جواب: سلام کرنے سے تجارت اور نوکری میں تقویٰ کا ذہن رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کمائی میں رحمت و برکت عطا کرتا ہے، کم سے کم خرچ آمدنی میں ضروریات پوری ہوتی ہیں، حرام مال اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرتا، حلال مال کی وجہ سے اللہ کی رحمت شامل رہتی ہے، تاجر لوگ گاہک کو سلام ہی نہیں کرتے، اکثر دین دار، سلام کی پابندی کرنے والے علماء و متقی و پرہیزگار لوگ بڑی بڑی بیماریوں میں کم نظر آتے ہیں، دواخانوں میں دولتمندوں کے مقابلے ان کی تعداد کم نظر آتی ہے، ان کی شادی بیاہ کم خرچ میں ہو جاتی ہے۔

سوال: سلام کی وجہ سے دولت کی کیسے حفاظت ہوتی ہے؟

جواب: سلام کی برکت سے انسان دولت کے ساتھ اللہ کی رحمت ہونے کی وجہ سے انسان فضول خرچی اور جاہلانہ رسموں سے دور رہتا، دولت برباد نہیں کرتا، اور دولت کو غیر ضروری گھروں کو سجانے اور آراستہ کرنے کے لئے مٹی گارے پر خرچ نہیں کرتا، زیادہ تر مال کے ساتھ رحمت رہنے سے دولت اللہ کے راستے میں خرچ ہوتی ہے، اور مال آخرت

کے بینک میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی مسنون دعائیں تعلیم کی ہیں ان کو ہر کام کرنے سے پہلے اور بعد میں پڑھنے سے سلامتی وعافیت اور راحت وبرکت ملتی ہے۔

جب گاڑی پر سوار ہوں تو سواری کی دعاء کے بعدیا سلام سلِّمنا و سلِّم منّا. پڑھ لیا کرو، "اے سلامتی والے ہمیں سلامتی میں رکھ اور ہم سے دوسروں کو سلامتی میں رکھ۔"

دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں ایسی دعائیں نہیں ہے، نہ وہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کر سکتے ہیں، سلام کرنے والے کو بے جا قتل نہیں کیا جا سکتا۔

ایک غزوہ میں حضرت زید بن حارثہؓ دشمن کے ایک آدمی کو سلام کرنے کے باوجود قتل کر دیا، اور پوچھنے پر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس نے جان بچانے کے لئے سلام کیا، آپ ﷺ اس بار پر ناراض ہوگئے اور فرمایا: کیا تم دلوں کے حال جانتے ہو؟ پھر اس مقتول کا خون بہا ادا کیا۔

اللہ کی صفت اَلْحَفِیْظُ پر غور وفکر

اَلْحَفِیْظُ ......سب کی حفاظت کرنے والا

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌO (ھود:۵۷) بیشک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔
وَ رَبُّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌO (سبا: ۲۱) اور آپ کا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

اَلْحَفِیْظُ: یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے، وہی اکیلا اپنی تمام مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور ان کی زندگی مکمل ہونے تک پوری پوری حفاظت کرتا ہے، حفیظ' حافظ کے معنٰی میں بھی آتا ہے، یعنی کسی بھی چیز کو گن گن کر محفوظ کرنے والا، ایک چھوٹا بچہ جب قرآن مجید کو پورا یاد کرلیتا ہے تو اُسے حافظ کہتے ہیں، یعنی قرآن کو اللہ تعالیٰ اس کے سینے میں حفاظت کے لئے محفوظ فرمادیتا ہے، اس لئے بچہ کو ''حافظ'' کہتے ہیں۔

دنیا کے اس امتحان میں عارضی طور پر اسباب میں طاقت دی گئی

دنیا کی اس زندگی میں اللہ تعالیٰ امتحان کی خاطر بہت ساری مخلوقات میں مختلف طاقتیں' نفع ونقصان پہنچانے کی رکھی ہیں، جیسے کسی کو حکومت واقتدار دے کر، کسی کو نئے نئے طاقتور ہتھیار دے کر، کسی کو دولت دے کر، کسی کو علم دے کر، ڈاکٹر' سائنس دان' انجینئر' بنا کر، کسی کو قوم کا سردار' پیشوا یا حاکم بنا کر ظاہری طاقت وقوت عطا کرتا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہے

اللہ تعالیٰ انسان کو گمراہی سے بچانے اور اللہ پر حفاظت کا مضبوط عقیدہ رکھنے کے لئے اپنی اس صفت الحفیظ کو دنیا میں نازل کیا، اور یہ تعلیم دی کہ پوری کائنات میں سوائے اکیلے اللہ کے کوئی کسی کی حفاظت نہیں کرسکتا، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان سے

بچا سکتا ہے، اسی لئے اللہ نے دنیا کے ان حالات میں مخلوقات کے ڈر اور خوف' نقصان کے اندیشے سے بچانے کے لئے اللہ پر ایمان لاکر اس کی اس صفت الحفیظ کی تعلیم دی گئی تا کہ انسان اللہ کی معرفت کے ساتھ خالص ایمان حاصل کر کے صرف اللہ ہی کو حفاظت کرنے والا جانے' مانے اور یقین رکھے، اس لئے کہ انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی حفاظت ضروری ہے، اس کے بغیر وہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اس صفت کا تعارف نہ ہونے کی وجہ سے انسان مخلوقات کو حفاظت کرنے والا سمجھتا ہے

جو لوگ پیغمبر کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں یا وحی الٰہی کو نہیں مانتے وہ مخلوقات کے درمیان رہتے ہوئے اسباب ہتھیاروں' دولت' حکومت' اقتدار' فوج' سائنسی ترقی و ایجادات اور انسانوں کی طاقت و تعداد کو اپنی سلامتی اور حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں، شیطان ان کو اسباب سے محفوظ رہنے واور طاقتور ہونے کا احساس دلاتا ہے اور اللہ پر سے عقیدہ ہٹا کر اسباب پر جما دیتا ہے۔

ابو جہل نے بدر جانے سے پہلے کعبہ کے پردے کو پکڑ کر دعاء کی کہ ''اے اللہ! جو حق پر ہے اُسے کامیاب کر اور باطل پر پتھر برسا۔'' مگر عقیدہ و اعتماد اس نے تعداد' جنگی ہتھیار اور طاقت پر کیا، عیش و مستی کرتے ہوئے اللہ کا انکار کرتے ہوئے حق کو مٹانے کے لئے گیا، اسی کا صفایا ہو گیا، مرنے کے بعد اس کو سوکھی باولی میں ڈال کر پتھروں سے بھر دیا گیا۔

فرعون کو بھی اپنی حکومت' طاقت و فوج پر پورا اعتماد اور بھروسہ تھا، اللہ اور پیغمبر کا انکار کرنے پر پانی میں ڈوبا دیا گیا۔ عاد اور ثمود کو اپنی طاقت پر اعتماد تھا، طوفانی ہواؤں سے پٹک پٹک کر ہلاک کر دئے گئے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایمان سے خالی انسانوں نے اسباب پر اعتماد کیا اور اسباب کو اصل سمجھا، ایسے لوگ تباہ کر دئے گئے۔

ایمان والے اس صفت سے اللہ کی پہچان حاصل کر کے اللہ کو حفاظت کرنے والا مانتے ہیں

خالص ایمان کی وجہ سے انسان اللہ پر کامل یقین کر کے اسباب سے نگاہ ہٹا کر اللہ ہی سے حفاظت ہونے کا یقین رکھتا اور اللہ کی جماعت میں رہتا ہے، اسباب اختیار کرنے کے باوجود اسباب میں نفع یا نقصان اور حفاظت کا تصور نہیں رکھتا، ایمان کے ذریعہ اس صفت پر مضبوط یقین کر کے حکومت و اقتدار ہونے' دولت و جائیداد ملنے' طاقتور ہتھیار ہونے، عمدہ و باصلاحیت فوج کے ہونے، یا عددی قوت زیادہ ہونے، یا چاند' تاروں تک پرواز کرنے کے باوجود اللہ سے ہی حفاظت اور محفوظ رہنے کا عقیدہ رکھتا ہے، اسی طرح انسان ایمان لانے کے بعد کتنا ہی متقی' پرہیزگار بن جائے' عالم بن جائے' پھر بھی اپنی نیکیوں' تقویٰ و پرہیزگاری پر آخرت میں کامیاب ہونے کا تصور نہیں رکھتا؛ بلکہ اللہ کی رحمت و مدد سے نجات پانے اور کامیاب ہونے کا تصور عقیدہ رکھتا ہے، دنیا کی زندگی گذارتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان و اعمال صالحہ اور دین کی حفاظت وسلامتی کی دعاء مانگتا رہتا ہے۔

دنیا کی دوسری مخلوقات پر غور کر کے اللہ کی صفت الحفیظ کو سمجھئے!

آیئے سب سے پہلے ہم دنیا کی مخلوقات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ جب ان کا خالق' مالک اور رب ہے تو ان کی کس طرح حفاظت کرنے کا انتظام کیا ہے اور ان کی زندگی مکمل ہونے تک ان کو مختلف طریقوں سے کیسے محفوظ رکھتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی بھی مخلوقات پیدا کیں اور ان کے ذریعہ دیگر مخلوقات کو اور دیگر مخلوقات سے ان کو جو حفاظت ملتی ہے وہ دراصل اللہ ہی کی صفت الحفیظ کا اظہار ہے، جو ان سے ظاہر ہوتا ہے، کمزور ایمان والے مخلوقات سے حفاظت کا عقیدہ قائم کر لیتے ہیں، حقیقی ایمان والا مخلوق سے حفاظت ملنے پر اللہ سے حفاظت پانے کا عقیدہ رکھتا ہے، وہ ایمان کی وجہ سے یہ جانتا ہے کہ اللہ نے تمام مخلوقات کو اس کے امتحان اور ضرورتوں کی تکمیل کے لئے پیدا کیا، الحفیظ ہونے کے ناطے ہر مخلوق کو حفاظت کرنے کی ہدایت دے رکھا ہے، ورنہ ان میں حفاظت کرنے کا ذاتی کمال نہیں، وہ اللہ ہی کی عطا کردہ قوت و

صلاحیت پر حفاظت کرنے کے عمل کو اختیار کرتے ہیں، اسی الحفیظ کی ہدایت کی وجہ سے انسانوں' جنات' فرشتوں' نباتات' جمادات' چرندوں' پرندوں' درندوں اور دوسری مخلوقات کو حفاظت کے اصول وضابطے سکھایا، ورنہ ان کی نسلیں دنیا سے ختم ہوجاتیں۔ مثلاً

☆ کبوتر' صرف انڈے نہیں دیتا؛ بلکہ اللہ نے ان کو انڈوں سے پہلے نرم گھونسلہ بنانے کی ہدایت دی؛ تاکہ انڈے اور بچے محفوظ رہیں، ان کی حفاظت ہوسکے، وہ بچے' انڈوں سے نکلنے کے بعد پر نہ ہونے کی وجہ سے اُڑ نہیں سکتے، مجبور ہوتے ہیں، اس لئے نر اور مادہ دونوں دانہ کھانے کے بعد خوب پانی پی کر دانے کو کچھ دیر پوٹے میں رکھتے ہیں تاکہ دانہ نرم ہوجائے' پھر ان کی چونچ اپنے منہ میں لے کر باقاعدہ دانہ پانی کے ساتھ بچوں کے پوٹے میں منتقل کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے اللہ اپنی صفت الحفیظ ان کے ذریعہ ظاہر فرمارہا ہے، تاکہ کبوتروں کی نسل دنیا میں محفوظ رہے، ان بچوں کی زندگی کی اُن کے پَر نکلنے تک حفاظت ہوتی رہے، یہ عمل حفاظت کا ماں باپ کا نہیں، نہ انسان کی تربیت ہے، اللہ کی صفت الحفیظ کا کمال ہے، اسی طرح سارے پرندے اپنے اپنے بچوں کی اللہ ہی کی صفت الحفیظ کی ہدایت پر حفاظت کرتے ہیں۔

☆ تانبیل اور مگرمچھ' ریت میں گڑھا کھود کر اس میں پچاس یا سو انڈے دے کر ریت کو انڈوں پر ڈھانپ دیتے ہیں، جب مدت پوری ہوتی ہے تو بچے انڈوں سے نکل کر ریت کو ہٹا کر پانی کی طرف رُخ کرتے ہیں، اِدھر اُدھر نہیں پھیل جاتے، اسی طرح تانبیل کے بچے انڈوں سے باہر نکلنے کے بعد رات اور اندھیرا ہونے تک اندر ہی زمین میں انتظار کرتے ہیں، جب اندھیرا ہوجاتا ہے تو نکل کر سمندر کی طرف پانی میں چلے جاتے ہیں؛ تاکہ ان کو اُجالے میں کوئی جانور نقصان نہ پہنچائے۔

غور کیجئے کہ ان بچوں کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ان کی زندگی کی حفاظت رات کے وقت اندھیرا ہوجانے پر ہے، اور پانی ہی میں حفاظت ہوسکتی ہے، یہ حفاظت کا طریقہ ان کو نہ ماں باپ نے سکھایا اور نہ انسان سکھا سکتا ہے، بچوں کو یہ ہدایت ملنا اللہ تعالیٰ کی صفت

الحفیظ کا کمال ہے‘ جو اُن کو زندگی کی احتیاط سکھاتا ہے۔

☆ Boya بویا نام کی چڑیا جس کے گھونسلے میں چار پانچ بچے ہوتے ہیں وہ کیڑا اور غذاء چونچ میں پکڑ کر لاتی ہے، گھونسلے کے منہ پر بیٹھتی ہے، تمام بچے ماں کی طرف چونچ اٹھا کر دانہ اور غذا مانگتے ہیں، مگر وہ غذا کا دانہ ایک وقت میں ایک ہی بچے کو دیتی ہے، پھر دوبارہ غذا لاتی ہے تو جس بچے کو غذا دے چکی ہے اُسے چونچ اٹھانے کے باوجود نہیں دیتی، باری باری سے سب کو دیتی ہے۔

غور کیجئے اللہ تعالیٰ اپنی صفت الحفیظ سے‘ ماں باپ کے ذریعہ بچوں کو باری باری سے غذاء پہنچا کر کیسے پیٹ بھرتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے، اس طرح ماں باپ کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کر بچوں کی پرورش‘ حفاظت کے ساتھ کرتا ہے، ورنہ انسان ان کی حفاظت نہیں کرسکتا۔

☆ مرغی کے بچے انڈوں سے نکلنے کے بعد ذرا گرمی لگتے ہی ماں کے پروں سے باہر نکل کر چلنا شروع کر دیتے ہیں، مرغی ان کو ساتھ لے کر زمین میں دانہ تلاش کرنا سکھاتی ہے، چونچ میں دانہ چُن کر قریب بلاتی ہے، وہ ماں کی نقل میں ماں کی طرح دانہ مٹی میں تلاش کرتے ہیں، ماں کی طرح چونچ اوپر اُٹھا کر پانی پیتے ہیں، اور کسی جانور وغیرہ کا خطرہ محسوس ہو تو فوراً بھاگ کر ماں کے پروں میں چھپ جاتے ہیں، چھپ کر اپنی حفاظت کرتے ہیں، مٹی میں ماں کی طرح لوٹ کر جسم بھی صاف کرتے ہیں، یہ سب اعمال‘ اللہ اپنی صفت الحفیظ کے ذریعہ ان کی حفاظت کرتا ہے، وہ پیدائشی طور پر انڈوں سے یہ سب ہدایت لے کر نکلتے ہیں۔

☆ بطخ کے بچے انڈوں سے نکلنے کے کچھ وقت بعد پَر نکلتے ہی ماں کو دیکھ کر پانی میں چلے جاتے ہیں اور ماں کے ساتھ تیرنا شروع کر دیتے ہیں، اور پانی میں غذاء تلاش کر کے کھانا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ انڈوں میں رہنے تک کسی کو تیرتا ہوا نہیں دیکھتے، ماں کی طرح تیرتے ہیں، حفاظت کی یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ اپنے صفت الحفیظ سے انہیں عطا کرتا

ہے، جس سے ان کی حفاظت بھی ہوتی ہے اور وہ محفوظ بھی رہتے ہیں۔

☆ مچھر، مچھلی اور مینڈک کے بچے انڈوں سے نکلتے ہی پانی میں تیرنا شروع کر دیتے ہیں، اور پورے کے پورے ایک غول کی شکل میں پانی میں تیرتے پھرتے رہتے ہیں، اگر وہ تیرنا نہ جانتے تو پانی میں ڈوب کر مر جاتے تھے، اللہ اپنی صفت الحفیظ سے ان کی حفاظت کرتا ہے، مچھلیاں انڈے گرم پانی میں دیتی ہیں، اگر سرد پانی میں رہتیں تو انڈے دینے کے موسم میں سرد پانی سے گرم پانی کی طرف چلے جاتی ہیں اور وہیں انڈے دیتی ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مخلوق کی صفت الحفیظ کے ذریعہ حفاظت کے انتظامات ہیں، اسی حفاظت کی وجہ سے ان کی نسل کو اللہ دنیا میں باقی رکھتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ژراف کو گھوڑے سے کچھ لمبا جانور بنا کر پیدا کیا ہے، پھر اس کی ٹانگوں میں زبردست قوت عطا کرتا ہے اگر اس کے پیر شیر پر پڑیں تو وہ معذور ہو جاتا ہے لنگڑنے لگتا ہے، ژراف زیادہ دور تک بھاگ نہیں سکتا، پیروں سے اپنی حفاظت کرتا ہے، جب مادہ، بچہ دینے کے قریب آتی ہے تو گھاس، پتوں والی نرم جگہ پر بچہ جنتی ہے، تا کہ بچہ پیٹ سے باہر آ کر زخمی نہ ہو جائے، یہ حفاظت کا طریقہ کوئی انسان انہیں نہیں سکھاتا، بلکہ یہ سارا انتظام اللہ تعالیٰ اپنی صفت الحفیظ سے کرتا ہے۔

غور کیجئے! اللہ نے جانوروں کو معمولی سا دماغ دیا، ان کو انسان جیسی دماغی صلاحیت نہیں دی، صرف صفت الحفیظ سے اپنی حفاظت ظاہر کر رہا ہے، کہ وہی ہر مخلوق کی حفاظت کرنے والا ہے۔

بکریوں کے ریوڑھ میں رات کے وقت میں دو تین بکریاں بچے جنتی ہیں، تو صبح ہوتے ہی روشنی میں وہ بچے اپنی اپنی ماں کے پاس جا کر دودھ پیتے ہیں، کسی دوسری بکری کے پاس نہیں جاتے، انسان کا بچہ روئے یا ضد کرے تو کوئی دوسری عورت صاف ستھری ہو، محبت سے گود میں لے لے اور کھلونے دے تو بھی وہ خاموش نہیں ہوتا، اس کی ماں چاہے جاہل، گندی ہی کیوں نہ ہو اس کے گود میں جاتے ہی خاموش ہو جاتا ہے، اپنی ماں کو

پہچانتا ہے، اسی کے پاس سکون پاتا ہے۔

☆ برفانی علاقوں اور پہاڑوں پر رہنے والے ریچھ برف باری کے موسم میں ندی نالوں میں غذاء نہیں پاتے، جس کی وجہ سے ان دنوں غاروں میں پڑے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان دنوں میں ان کے جسموں کی چربی گلا کر ان کی بھوک مٹاتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ سمندروں کی تہہ اور گہرائی میں رہنے والی مچھلیاں اوپر آکر سانس نہیں لے سکتیں، ورنہ اوپر آنے تک مر جاتی ہیں، اللہ نے ان کے لئے پانی کے اندر ہی پانی کو پی لینے اور پانی جسم کے اندر جانے کے بعد ان کے خلیات پانی سے آکسیجن جذب کر کے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی گلپھڑوں سے خارج کر دیتے ہیں، اس طرح ان کے خلیات پانی سے آکسیجن لے کر سانس میں مددگار بنے رہتے ہیں، اور ان کو محفوظ رکھنے کے لئے حفاظت کا یہ طریقہ انسان کی کوئی حکومت اختیار نہیں کر سکتی، نہ اس طرح اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ان کی حفاظت کر سکتا ہے، یہ سب طریقے انسان کے بس کے باہر ہیں۔

☆ اونٹ بھی ریگستان میں پانی نہ ملے تو پانی ملتے ہی دس منٹ میں چالیس لیٹر پانی پی کر اپنے جسم میں محفوظ کر لیتا ہے، اللہ اس کے جسم میں باقاعدہ پانی کی ایک ٹانکی بھی رکھی ہے، اس کے علاوہ اونٹ کے خلیات پانی میں سے آکسیجن جذب کر لیتے ہیں اور پھول کر موٹے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اونٹ سانس کے ساتھ ناک سے پانی کے بخارات خارج نہیں کرتا، اور پندرہ سے اٹھارہ دنوں تک بغیر پانی پیئے آرام سے تیز تیز سفر کر سکتا ہے، بے شک حقیقی حفاظت کرنے والا اللہ ہی ہے، اس جیسی حفاظت کوئی نہیں کر سکتا، نہ کسی میں یہ قدرت ہے، ورنہ ریگستان کی دھوپ اور گرمی انسان اور جانور کو جلا دیتی ہے۔

ذرا سوچیئے کہ آخر اس کی سانس سے پانی کے بخارات کیوں خارج نہیں ہوتے، کیا اونٹ خود اپنی حفاظت کر سکتا ہے، یہ صرف اللہ کی صفت الحفیظ کا انتظام ہے۔

☆ ریگستانی علاقوں میں جو پودے ہوتے ہیں ہم ان کو جبل سنڈ یا **Aloevera** کہتے ہیں، ان کو پتے نہیں ہوتے، چپٹی چپٹی ڈالیاں ہوتی ہیں جن پر باریک باریک کانٹے ہوتے

ہیں، عام طور پر دوسرے درختوں کے پتوں میں باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جس سے پانی کے بخارات خارج ہوتے ہیں، مگر ریگستان کے ان پودوں سے کانٹے ہونے کی وجہ سے ڈالیوں کا پانی باہر خارج نہیں ہوتا اور وہ پودے بغیر پانی حاصل کئے بھی پرورش پاتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفت الحفیظ کی قدرت سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفت الحفیظ کا انتظام دیکھئے کہ جس زمین پر زلزلے یا سمندری طوفان' سونامی اور ہوا کا طوفان آنے والا ہوتا ہے، وہاں پر اکثر حشرات الارض اور کوّے، چوہے، چڑیا، مینا ایک دو روز پہلے ہی بلوں اور گھونسلوں سے چلے جاتے ہیں، کوے اور چڑیاں خاص طور پر پکارا کرتے ہیں، سانپ، بچھو، کچھوے، چوہے، مینڈک خشکی پر چلے جاتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کے خاص طریقہ رکھا گیا، اس لئے کہ وہی اکیلا حفاظت کرنے والا ہے، انسان ان کی حفاظت کا انتظام نہیں کرسکتا۔

☆ سرد موسموں میں سمندر پر جب سرد علاقوں میں برف جمتی ہے تو سمندر کا اوپر کا پانی برف بن کر سخت ہوجاتا ہے، مگر برف کے نیچے کا پانی برف نہیں بنتا، اس کا درجۂ حرارت اوپر کے مقابلے بہت کم ہوتا ہے، نیچے برف نہ جمنے کی وجہ سے اندر رہنے والے تمام جاندار محفوظ رہتے ہیں، اگر نیچے کا پانی بھی برف بن جائے تو اندر کے جانور پورے ہلاک ہوجاتے، یہ اللہ کی صفت حفیظ کا کمال ہے، جو ان کو محفوظ رکھتا اور حفاظت کرتا ہے، کوئی انسانی حکومت ایسا انتظام نہیں کرسکتی۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفت الحفیظ کا کمال دیکھئے کہ سمندر کے پانی کو ایک خاص حد اور مقدار کے ساتھ کھارا بنا کر سڑھنے سے محفوظ رکھتا ہے، کبھی کھارا پن کم زیادہ نہیں کرتا، اسی ایک مناسب تناسب سے کھارا رکھتا ہے، تاکہ اس میں چھوٹے بڑے پانی کے تمام جانور اور پودے آسانی سے تیرتے ہوئے زندہ رہ سکیں، وہ پانی سے آسانی سے آکسیجن جذب کرلیتے ہیں، مرنے والے جانور کھارے پانی کی وجہ سے مرنے کے بعد ان کی لاشوں میں بدبو پیدا نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے پانی میں بدبو نہیں پھیلتی، ورنہ اطراف کا پورا پانی

بدبو سے خراب ہوجاتا، اور دوسرے جانوروں کی زندگی کو خطرہ ہوجاتا، سمندر کی ساری گندگی تہہ میں چلی جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ نے سمندروں میں بعض حصے کھارے پانی کے علاوہ میٹھے پانی کے بھی رکھتا ہے، سمندری سفر کرنے والے اس کو پہچان لیتے ہیں، کھارا پانی کچھ کالا اور وزنی ہوتا ہے، ان دونوں میں نظر نہ آنے والا پردہ اللہ رکھتا ہے، یہ حفاظت اللہ کی طرف سے صفت الحفیظ کا اظہار ہے، کیا کوئی انسانی حکومت کھارے پانی اور میٹھے پانی کو ملاکر رکھ کر حفاظت کرسکتی ہے، اور پانی میں نمک ملاسکتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جانداروں کی حفاظت کے لئے آکسیجن کو لازمی جز رکھ کر ان کی زندگی کی حفاظت کرتا ہے، اور جاندار آکسیجن استعمال کر کے اُسے کاربن ڈائی آکسائیڈ بنا دیتے ہیں، تو اس سے نباتات کی زندگی کی حفاظت کرتا ہے، اگر زمین پر یہ دونوں گیاسیس ہوا میں موجود نہ ہوتے تو جاندار اور نباتات کی زندگی محفوظ نہیں رہتی، سمندروں میں موجوں کی لہروں سے پانی' ہوا کی آکسیجن جذب کرتا رہتا ہے، جس سے سمندروں کے جانوروں کو آسانی سے پانی پی کر اپنے خلیات میں آکسیجن جذب کر کے پھیپھڑوں سے پانی خارج کرنے کا طریقہ رکھا، اس کی وجہ سے مچھلیوں کی زندگی کی حفاظت کرتا ہے، کیا کوئی انسانی حکومت جانداروں کے لئے آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا انتظام کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں! یہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ تمام جانداروں کے جسموں میں ان کی حفاظت' سلامتی اور قوت کے لئے اور قوتِ مدافعت والے خلیات پیدا فرماتا ہے، قوتِ مدافعت کے خلیات سے باہر کے وائرس کے جراثیم جو ہوا' پانی' غذاؤں بیماریوں سے جسم میں داخل ہوتے ہیں ان سے جنگ کر کے ان کو کھاجاتے یا ختم کردیتے ہیں، جب تک قوتِ مدافعت کے خلیے طاقتور ہوتے ہیں جانداروں پر بیماری کا حملہ نہیں ہوتا، جاندار صحت مند رہتے ہیں، اللہ نے ان کی ناک میں بھی ابتداء میں ان جراثیم سے بچنے' دھول گرد اندر جانے سے بچانے کے لئے

بال پیدا فرماتا ہے اور جانداروں کی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے، اس لئے کہ وہی الحفیظ ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جو ایسی حفاظت کر سکے، جانداروں کو ان کے جسموں میں یہ جراثیم سے قوت مدافعت کے خلیوں کی جنگ ہر روز ہوتی رہتی ہے، اس کا ان کو باہر علم ہی نہیں ہوتا، آخر تمام انسانوں اور جانداروں کی زندگی کو بچانے کا ایسا انتظام کیا کوئی انسانی حکومت کر سکتی ہے؟ یہ صرف اللہ کے الحفیظ ہونے کی وجہ سے حفاظت ہو رہی ہے۔

☆ اللہ تعالی ہر جاندار پر نیند کے ذریعہ اس کے جسم کے اعضاء کی تھکان دور کرنے کا طریقہ رکھا، جس کی وجہ سے جاندار کے پورے اعضاء کام بند کر کے آرام کرتے ہیں، سوائے دماغ، دل، گردے اور پھیپڑوں کے، وہ نیند کی حالت میں بھی کام کرتے ہیں، دماغ کا نیند کا حصہ بھی آرام کرتا ہے۔

جاندار جب نیند لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کی حرکت کو سست تک نہیں کرتا، وہ مسلسل نیند میں بھی اپنی نارمل رفتار سے دھڑکتا رہتا ہے، جس سے دورانِ خون نارمل رہتا ہے، اچھلنے کودنے؟ دوڑنے اور اُلٹا ہونے پر بھی بے قابو نہیں ہوتا، اگر دل سست ہو جائے تو دورانِ خون کی رفتار گھٹ جاتی ہے، جس سے جانداروں کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ اسی طرح دماغ بھی حالت نیند میں جسم کے اعضاء کی صفائی کرتا ہے، آنکھوں' کانوں' ناک سے میل اور منہ سے بلغم وصفراء خارج کرتا ہے، جسم پر کوئی چیز جلے یا کاٹے تو احساس دلاتا ہے، بول وبراز آجائے یا کہیں درد ہو تو نروس سسٹم سے احساس پیدا کراتا ہے۔

☆ گردے جسم کا خون صاف کرتے رہتے ہیں اور فضلات باہر خارج کر کے کارآمد اجزائے بدن کو جذب کر لیتے ہیں، آنتیں بھی ناکارہ غذاء کے فضلات باہر خارج کرتی ہیں، اس طرح جسم کی حفاظت چلتی رہتی ہے، اگر یہ حفاظت نہ ہو تو انسان کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے، جسم سے فضلات خود بخود خارج نہیں ہوتے۔

☆ بعض وقت انسان کچھ جراثیم والی یا نقصاندہ یا زہریلا مادّہ یا زہریلی غذاء کھا لیتا ہے جو ہضم ہونے کے قابل نہیں ہوتی' اس سے فوڈ پوئیزن ہو کر دست اور قے ہونا شروع

ہو جاتے ہیں، الٹیاں ہونے سے معدہ میں گئی غذاء ہضم ہوئے بغیر قئے ہوتی ہے اور آنتیں زہریلے مادّے کو دست وقے کے ذریعہ باہر نکال دیتی ہیں، معدہ ایسی غذاء کو قبول نہیں کرتا، اس طرح اللہ اپنی صفت الحفیظ سے انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جانداروں کے معدے میں ہائیڈروکلورک ایسڈ تیار کرتا ہے، معدے کی جو دیواریں گوشت کی ہوتی ہیں اُسے نہیں گلا سکتا، غذاؤں میں خرابی بدبو پیدا ہو جائے تو ناک سے سونگھ کر منہ میں جانے سے بچانے کا طریقہ رکھا، ہوا کے اوزون لیئر کی وجہ سے سورج کی زہریلی شعاعوں سے اور شہابِ ثاقب سے زمین کی آبادی کو محفوظ کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ مچھلیوں میں ایک مچھلی ایسی پیدا کی جو تین رنگوں سفید، نیلی اور سرخ روشنی والی ہوتی ہے، اس مچھلی کو چھیڑا جائے تو یہ اپنے اندر سے سیاہی نما کالا مادّہ اُگلتی ہے، جس سے پانی میں اس کے اطراف سیاہ بلبلے اُٹھتے ہیں، پانی کالا ہو جاتا ہے، وہ اس سیاہ بلبلوں میں چھپ کر غائب ہو جاتی ہے، دشمن سے محفوظ رہتی ہے، اس طرح اللہ اس کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کسی سانپ کو دور سے ہی اپنے دشمن کو کاٹنے کے بجائے اس پر زہریلی گیاس چھوڑنے کی صلاحیت دے کر بچاؤ کا طریقہ سکھایا۔

☆ کسی مچھلی کو دشمن پر اپنے جسم سے 500 تا 600 وولٹ کرنٹ کو خارج کر کے محفوظ رہنے کے لئے بچاؤ کا طریقہ عطا کیا، اس مچھلی کے مرنے کے باوجود اس کے خلیوں سے چھ تا آٹھ گھنٹے برقی نکلتی رہتی ہے۔

☆ زیبرا کے جسم پر کالی سفید لکیریں پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے مکھیاں، مچھر اور کیڑے اس کے جسم پر نہیں بیٹھتے اور دور رہتے ہیں۔

☆ گرگٹ کو اللہ نے اپنی حفاظت کے لئے درخت کے پتوں میں ہرا، پیلا اور نیلے جیسے پتوں کا رنگ ہو بدلتے رہنے کی صلاحیت دی ہے؛ تاکہ وہ نقصان سے محفوظ رہے۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے چھٹکارا پا کر مصر سے فلسطین ہجرت کر رہے تھے، راستے میں ظالم فرعونی بادشاہ ان کی بیوی حضرت سارہؓ کو گرفتار کر کے محل میں برائی

کرنا چاہا، اللہ نے اُسے معذور واپاہج بنادیا، اس پر تین مرتبہ یہ حالت پیدا ہوتی گئی، آخر کہا کہ یہ عورت کوئی دوسری مخلوق ہے، میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے جب کسی کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، تو بغیر اسباب کے حفاظت کرتا ہے۔

☆ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں تذکرہ ہے کہ حضرت خضرؑ نے ایک کشتی کو عیب دار کردیا اور ایک بچے کو مار ڈالا، اور ایک دیوار جو گرنے والی تھی' باوجود گاؤں والوں نے کھانا نہ کھلایا' مرمت فرمائی، اور پھر بتلایا کہ اللہ کے حکم سے میں نے اس کشتی کو عیب دار' اس لئے کیا کہ وہ غریب و نادار لوگوں کی ملکیت ہے، اُسے ایک ظالم بادشاہ آنے والا ہے، لے لیتا تھا، دوسرا اس دیوار کے نیچے کچھ یتیم بچوں کے لئے ان کے ماں باپ خزانہ چھپا رکھے ہیں، تاکہ جب بڑے ہوجائیں تو وہ انہیں مل جائے گا، جو بچہ قتل کیا گیا وہ اپنے ماں باپ کے حق میں بُرا تھا، اس سے ماں باپ کو نقصان ہوجاتا، اللہ اس سے بہتر اولاد انہیں دے گا، یہ سب کام اللہ کی حکمت اور حکم سے حفاظت کے انہوں نے انجام دئے، اس طرح اپنی صفت الحفیظ کا اظہار ان کے ذریعہ کروایا۔

☆ دنیا میں بہت سارے ایسے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں' جہاں انسان سفر کرنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے، راستے میں گاڑی خراب ہونے یا راستہ کھلا نہ ہونے کی وجہ سے ہوائی جہاز یا ریل گاڑی چھوٹ جاتی ہے، ایک دو گھنٹوں بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہوائی جہاز گر گیا، یا ریل گاڑی پل پر سے ندی میں گر گئی، یا ریل کے کچھ ڈبے پٹریوں سے اُتر کر ایکسیڈنٹ کا شکار ہوگئے، اللہ تعالیٰ اس دیر سے آنے والے مسافر کو بچالیتا ہے، اس کو گاڑی نہ ملنا، اس کی حفاظت کا انتظام تھا، یہ سب اللہ کی صفت الحفیظ کا اظہار ہے۔

☆ بعض وقت کوئی بوسیدہ عمارت یا دیوار گرنے والی ہوتی ہے، اس سے کچھ ہی منٹ پہلے اس کے نیچے بیٹھے' لیٹے انسان کو خود بخود غیبی خیال پیدا ہوکر وہ وہاں سے ہٹ جاتا ہے، اس کے ہٹتے ہی وہ بوسیدہ عمارت یا دیوار گر جاتی ہے، اس طرح بھی اللہ تعالیٰ کسی کی حفاظت کرتا ہے، اس کا اس جگہ سے خود بخود الہام کے ذریعہ طبیعت میں خیال پیدا کرنا

اس کی حفاظت کا انتظام تھا۔

☆ ہجرت سے پہلے ابوجہل نے خاندانِ قریش کے ہر قبیلے کے نوجوانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے گھر کے اطراف شام ہوتے ہی بٹھادیا تھا، اللہ تعالیٰ ان سب کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر اندھا بنا کر انہیں کے سامنے سے رسول اللہ ﷺ کو حفاظت کے ساتھ گھر سے نکال کر لے گیا، اور دشمن کے غار ثور کے دہانے کے سامنے کھڑے ہونے کے باوجود وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے، جب اللہ حفاظت کرنا چاہے تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، اس لئے کہ وہی حقیقی حفاظت کرنے والا ہے۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کے وقت سفر کے دوران ایک جگہ درخت سے تلوار لٹکا کر درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے، ایک مشرک نے موقع پا کر درخت سے آپ کی تلوار لے لی اور آپ کو جگایا، اور کہا کہ اے محمد! بتاؤ! اب تم کو کون بچا سکتا ہے؟ کون حفاظت کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فوراً فرمایا: اللہ! جیسے ہی مشرک نے اللہ کا نام سنا اس کے جسم میں تھرتھراہٹ پیدا ہوگئی، اس کے ہاتھوں سے تلوار چھوٹ گئی، آپ ﷺ نے وہ تلوار لے لی اور اس مشرک سے پوچھا: اب بتا تجھے کون بچا سکتا ہے؟ مشرک نے کہا: آپ۔

یہ اللہ نے اپنی صفت الحفیظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اس مشرک میں تھرتھراہٹ پیدا کردی۔

☆ نبوت ظاہر ہونے سے پہلے کعبۃ اللہ کی مرمت کے وقت سب لوگ پتھر اور مٹی اٹھا کر لا رہے تھے، آپ ﷺ بچے تھے، آپ بھی کام میں لگ گئے، ایک چچا نے کہا تہبند اُتار کر کندھے پر ڈال لو، ورنہ کندھا زخمی ہوجائے گا، آپ ابھی ارادہ فرمائے ہی تھے کہ اس خیال سے اللہ نے آپ پر بیہوشی طاری کردی اور آپ بے ہوش ہوکر گر گئے، اس طرح اللہ نے بچپن سے بے حیائی اور بے شرمی سے حفاظت فرمائی۔ جب وہ چاہتا ہے ایسی ہی حفاظت کرتا ہے۔

☆ رسول اکرم ﷺ بکریاں چراتے وقت ایک چرواہے نے کسی گھر میں شادی کی تقاریب میں گانا بجانا سننے کو کہا، آپ بکریاں اس کے حوالے کرکے وہاں گئے اور اللہ نے آپ پر نیند

طاری کردی اور آپ کو گانا سننے سے بچائے رکھا، اسی طرح دو مرتبہ اور یہ واقعہ پیش آیا اور آپ پر اللہ نے نیند طاری کر کے گویا بچپن ہی سے اللہ لہو ولعب سے حفاظت فرمائی۔

☆ یہ اللہ کی طرف سے آپ کی حفاظت کا انتظام تھا، بیشک اللہ تعالیٰ الحفیظ ہے، جب وہ کسی کو برائی، بے حیائی اور فحش ومنکرات سے روکنا چاہتا ہے، تو اپنی صفت الحفیظ سے اسی طرح حفاظت فرماتا ہے۔

☆ بچپن میں آپ ﷺ حضرت ابو طالب کے زیر نگرانی تھے، ابو طالب ہر سال بوانہ نام کے بت کی سالانہ حاضری اور رسمیں ادا کرنے کے لئے باقاعدہ ایک دن، دن بھر کے لئے اپنے پورے خاندان کے ساتھ جاتے، مگر رسول اللہ ﷺ اس دن صبح ہی سے گھر سے غائب ہو جاتے، آپ کی پھوپیوں نے آپ کا ان کے ساتھ شرکیہ رسموں میں ساتھ نہ دینے پر غصہ کا اظہار بھی کرتیں، شام کے سفر میں کلیسا کا پادری آپ کو بتوں کی قسم دلا کر کچھ سوالات کرنا چاہا، آپ نے فوراً بتوں کی قسم کھانے سے انکار کر دیا، بچپن ہی سے اللہ نے آپ میں شرک سے نفرت پیدا کر دی تھی، بیشک اللہ الحفیظ ہے، وہ اپنی حفاظت اسی طرح ظاہر کرتا ہے۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ وہ خود ذات کے ساتھ آ کر کسی کی حفاظت کرے، وہ اپنی صفت حفاظت کا طریقہ کسی کو بھی حرکت میں لا کر کرتا ہے۔

کچھ لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ اگر ندی تالاب میں ڈوب رہے ہیں، یا موٹر ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ دیکھنے والوں میں سے کسی کو بچانے کی ہمت دے کر ندی تالاب میں کودنے لگاتا ہے، یا فوراً دواخانہ پہنچانے لگاتا ہے، اور اس کو بچاتا ہے، یہ اللہ اپنی صفت الحفیظ کا اظہار ان دیکھنے والوں سے کرتا ہے۔

☆ منافقین نے مسجد ضرار بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنا چاہا۔ یہودی نے کسی مکان میں بات چیت کرتے وقت بیٹھنے کی جگہ رسول اللہ ﷺ کو اوپر سے پتھر گرا کر قتل کرنا چاہا۔ یہودی عورت نے آپ ﷺ کے لئے بکری کے دستی گوشت میں زہر ملا کر اُسے دستر خوان پر سجایا، اللہ نے ان تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور مسجد ضرار کو آپ ﷺ

کے وہاں جانے سے پہلے ہی گرانے کا حکم دے دیا گیا، کوئی بھی اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہوسکے، اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

☆ مشرکین مکہ اور یہود نے اپنی پھونکوں سے اسلام کے چراغ کی روشنی کو پھیلنے سے روکنا اور ختم کرنا چاہا، اللہ نے اپنے دین کو پورے عرب پر غالب کر کے رہا اور بتلایا کہ دین اسلام کی حفاظت اللہ کرے گا، اُسے قیامت تک کوئی نہیں مٹا سکتا۔

☆ ابرہہ نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے ۵۰/دن پہلے اپنی زبردست فوج اور ہاتھیوں کے ساتھ آ کر کعبۃ اللہ کو ڈھانا چاہا، اللہ نے اپنی صفت الحفیظ سے معمولی چھوٹے چھوٹے پرندوں ابابیل سے ان کی چونچ اور پنجوں میں کنکریاں دے کر اس کو اور اس کی پوری فوج کو تہس نہس کر کے ہلاک کر دیا، جب وہ کسی کو ختم کرنا چاہتا ہے تو اُسے خود بخود قتل گاہ پر لے آتا ہے، جنگ بدر میں ابوسفیان کے مکہ پہنچنے کے باوجود ابوجہل نے مدینہ پر حملہ کیا، اس کا اور دوسرے سرداروں کے قتل کا وقت آ گیا تھا، اس لئے وہ سب وہاں پہنچ گئے۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو نقصان پہنچانے اور قتل کرنے کے ارادے سے کنویں میں پھینک دیا، مگر اللہ نے صفت الحفیظ کے ذریعہ پہلے تو کنویں میں حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ محفوظ رکھا، پھر کنویں کے پاس سے گذرتے ہوئے ایک تجارتی قافلے کے ذریعہ حفاظت سے باہر نکلوایا، اور غلام بنا کر مصر کے بازار میں فروخت کروا دیا، وہاں عزیز مصر نے خرید کر ان کو اپنے گھر پہنچا دیا، پھر اپنے پورے گھر کے انتظامات کی ذمہ داری دے دی۔

☆ عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا نے منصوبہ بنا کر حضرت یوسفؑ کو برائی کی دعوت دی، اللہ نے اس کے شر سے حفاظت فرمائی، پھر آپؑ نے زلیخا اور اس کی سہیلیوں کے شر سے بچنے کے لئے اللہ سے جیل جانے کی دعاء کی اور مدد مانگی‘ جو قبول ہوئی، آپ کو جیل جانا پڑا، اللہ نے انہیں نبی بنایا تھا اور خواب کی تعبیر کا علم دیا تھا، وہاں بادشاہ کے ایک خواب کی تعبیر بتلانے کے ذریعہ اللہ نے انہیں جیل سے آزاد کیا اور حکومت واقتدار پر بٹھا یا دیا۔ اللہ تعالیٰ

شر میں سے خیر نکال کر الحفیظ کا اظہار اسی طرح کرتا ہے۔

☆ فرعون' حضرت موسیٰ علیہ السام اور بنی اسرائیل کا پیچھا کرتے ہوئے ان کو ختم کرنا چاہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے خشکی کا راستہ جو وادئ سینا کی طرف تھا اور قریب تھا' اس راستے کے بجائے حضرت موسیٰؑ کو سمندر پار کے راستے کی طرف لے گیا، جو لمبا راستہ تھا، فرعون جب قریب آ گیا، اور سمندر کے راستے میں داخل ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو بغیر جنگ کے پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا اور حضرت موسیٰؑ و بنی اسرائیل کی حفاظت فرمایا، اگر بنی اسرائیل خشکی کے راستے پر چلتے تو ان کے ساتھ ہتھیار نہیں تھے، نہ فرعون کی فوج سے جنگ کر سکتے تھے، اللہ نے بغیر جنگ کے اپنی حکمت سے پانی کے راستے پر لیجا کر ڈبو دیا۔

انگریز اب تحقیق کر کے اس سمندری مقام سے اس کے ہتھیار اور گاڑیوں کا ملبہ نکال رہے ہیں۔

☆ بنی اسرائیل کو اللہ نے وادئ سینا میں بھٹکتے چالیس سال تک بغیر گھر' بغیر زراعت' بغیر تجارت اور بغیر تالاب و کنویں کے وہاں رکھا، جہاں کوئی سایہ نہیں تھا، اللہ اپنی صفت الحفیظ سے دھوپ کو ختم کر کے ابر کا سایہ کیا، چٹان سے پانی کے بارہ چشمے نکالے، من وسلویٰ کا انتظام کیا، قد اور عمر کے ساتھ ساتھ کپڑے خود بخود بڑھتے، پاک وصاف رہتے تھے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ نے فرعون کو ایک خواب دکھایا اور اس خواب کی یہ تعبیر بتلائی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے' جو بادشاہ اور اس کی حکومت کو ختم کر دے گا، اس پر فرعون نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے مرد بچوں کا قتل عام شروع کر دیا، اس پر اس کے درباریوں نے کہا اگر مرد بچے قتل کر دئے جائیں تو ہماری خدمت' کھیتوں میں کام کاج' گھروں کی تعمیر کون کرے گا؟ اس پر اس نے ایک سال پیدا ہونے والے بچوں کو چھوڑنے اور دوسرے سال پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اسی سال پیدا فرمایا جس سال وہ بچوں کا قتل کرواتا تھا، پھر پیدا ہونے کے کچھ ہی دنوں میں حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے محل میں پہنچا کر

دشمن ہی کے گھر میں اسی کی سرپرستی میں پرورش کروائی، اپنی صفت الحفیظ سے محفوظ رکھا۔

☆ ایک دن حضرت موسیٰؑ فرعون کی گود میں کھیلتے ہوئے اس کی داڑھی پکڑلی، اس پر اُسے خوف اور ڈر پیدا ہوا کہ کہیں یہ بچہ وہی تو نہیں؟! درباریوں کے کہنے پر آگ اور ہیرا حضرت موسیٰؑ کے سامنے رکھا گیا، آپؑ نے حضرت جبرئیلؑ کی مدد پر ہاتھ کو آگ کی طرف بڑھا دیا اور منہ میں رکھ لیا، اس سے درباریوں نے فرعون کو احساس دلایا کہ بچوں کی عام عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر موسیٰؑ ہیرے کی طرف ہاتھ ڈالتے تو فرعون یہ سوچتا تھا کہ یہ میرا دشمن لڑکا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری طرح صفت الحفیظ سے حفاظت فرمائی اور پھر ماں کی گود میں پرورش کروائی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کو مشرک دشمن بادشاہ سے حفاظت فرما کر ۳۰۰/سال سے زیادہ نیند دے کر ایک غار میں سُلائے رکھا، غار میں دھوپ اور ہوا کا انتظام بھی جاری رکھا، ان تین سو سالوں میں بھوک' پیاس اور بول و براز سے حفاظت کیا، اور تین سو سالوں بعد نیند سے بیدار کر کے بھوک کا احساس دلایا، اسی کی وجہ سے ان کا راز کھل گیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی شرارتوں اور قتل کے منصوبے سے بچانے کے لئے جسم کے ساتھ ان کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا، اور وہ آسمانوں پر اللہ کی حفاظت میں قیامت تک رہیں گے، پھر اللہ ان کو قیامت سے پہلے دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر پورا صحیح سلامت اُتارے گا۔

☆ حضرت سلمان فارسیؓ جو ایران کے شہر فارس کے رہنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو باپ کی قید سے بچا کر مختلف راہبوں اور کلیسا کے پادریوں کے ذریعہ غلام بنا کر ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ پہنچادیا، اور یہودی کے پاس غلام بنا کر رکھا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر صحابی بنے۔

☆ اسی طرح زید بن حارثہؓ کو ڈاکوؤں کے ذریعہ چوری کروا کر ماں باپ سے چھڑا دیا اور غلام بنا کر حضرت خدیجہؓ کے گھر پہنچادیا، پھر حضرت خدیجہؓ نے حضرت زیدؓ کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا، وہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے کی حیثیت سے رہے اور غلامی سے بڑے صحابی بن گئے، یہ سب اللہ کی صفت الحفیظ کے کمالات ہیں، وہ جس کو جس طرح چاہے اپنی صفت الحفیظ سے حفاظت کر کے کمال تک پہنچاتا ہے۔

☆ حضرت عمرو بن عاصؓ کو گورنری کے زمانے میں' ایک خارجی تلوار لے کر صبح صبح ان کے راستے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا، تاکہ وہ فجر کے وقت نکلیں تو قتل کر دوں، مگر اللہ تعالیٰ جس کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، حالات ایسے پیدا فرما دیتا ہے کہ اس رات حضرت عمروؓ کو دست لگ گئے، اور آپ نمازِ فجر کے لئے مسجد نہ آسکے، ان کا محافظ نماز کے لئے نکلا تو خارجی نے یہ خیال کیا کہ یہی عمرو بن عاصؓ ہیں' اُسے قتل کر دیا، خارجی کو قتل کرتے وقت پتہ چلا کہ اس نے عمرو بن عاصؓ کو نہیں بلکہ ان کے محافظ کو قتل کیا ہے۔

☆ بعض غیر مسلم کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت تک آنے والی تمام مخلوقات کا علم تقدیر کے ذریعہ لوحِ محفوظ میں رکھا ہے اور قرآن مجید بھی لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر پہلے نازل ہوا، تو لوحِ محفوظ آخر کتنی بڑی کتاب ہوگی؟ یا اس کے اوراق کو پھیلایا جائے تو وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی جگہ بھی کافی نہیں ہوگی۔

وہ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ الحفیظ و حافظ ہونے کے ناتے انسان کو ایک چھوٹا سا دماغ عطا کیا، اس میں تین حصے الگ الگ کاموں کے لئے بنائے ہیں، ایک خانے میں وہ دنیا میں جو علم سیکھتا ہے اور مختلف کتابیں بھی لکھتا پڑھتا ہے، اور بہت سے لوگوں کے نام یاد رکھتا ہے، وہ سب دماغ کے ایک چھوٹے سے یادداشت کے خانے میں اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے۔

اسی طرح ایک چھوٹا بچہ قرآن کے تیس پارے حفظ کرتا ہے، جو تقریباً زندگی بھر نہیں بھولتا، ایک شخص عالم بن کر قرآن کی تفسیر لکھتا ہے اور دنیا، حشر' برزخ' پلصراط' جنت اور دوزخ وغیرہ کا سارا علم اسی چھوٹے سے خانے میں محفوظ رکھ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو موبائل فون کے چھوٹے سے سم کارڈ اور کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک میں بہت بڑی مقدار میں علم اور کتابوں کو کئی شکلوں میں محفوظ رکھنے کا علم دیا ہے، تو انسانوں

کے خالق کو لوح محفوظ کو ہزاروں لاکھوں اوراق میں محفوظ کرنے کی کیا ضرورت پڑے گی، وہ مختصر کتاب لوحِ محفوظ میں محفوظ کرسکتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ دنیا میں جتنی مخلوقات آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے، سیارے، ہوا، پانی، پہاڑ، سمندر، ریگستان، نباتات، جمادات، حیوانات، جنات وشیاطین اور انسان سب کی حفاظت کی ذمہ داری انسانی حکومتوں پر نہیں رکھا، ورنہ مخلوقات کو ان کی ضرورت کے سامان نہیں ملتے، اور دنیا میں فساد ہی فساد برپا رہتا، اس نے صفت الحفیظ کے ذریعہ ہر مخلوق کی حفاظت اور زندگی کو محفوظ کرنے کے لئے الگ الگ طریقے بنائے ہیں، اور ان کی عمریں مکمل ہونے تک ان کو محفوظ رکھتا ہے، پھر حفاظت ختم کر کے فناء اور موت کے حوالے کردیتا ہے، اللہ نے دنیا کی بھی ایک عمر مقرر کی ہے، اس کی عمر مکمل ہونے تک دنیا کو بھی حفاظت سے رکھے گا، پھر قیامت قائم کر کے دنیا کو فناء کردے گا۔

☆ انسان کو دنیا کی زندگی میں مختلف مخلوقات کی حفاظت کا علم سائنس اور ریسرچ کے ذریعہ دیتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے انسان اللہ کی صفت الحفیظ کی ہدایت میں مخلوقات کی دیکھ بھال کر کے محفوظ رکھتا ہے، ورنہ انسان کے بس میں نہیں کہ وہ خود اپنی یا اپنے بچے کی موت اور بیماری سے حفاظت کرسکے، جس طرح ہم کوئی فیکٹری چلاتے ہیں اور اس کی دیکھ بھال کے لئے دن رات فکر مند رہتے ہیں، اگر دیکھ بھال نہ کریں تو فیکٹری برباد ہوجاتی، چل نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو بنا کر نیند اور اونگھ سے پاک رہ کر ہمیشہ زندہ ہے، اور صفت القیوم کے ذریعہ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہیں، اور صفت الحفیظ کے ذریعہ ہر مخلوق ہر ذرہ کی رات دن دیکھ بھال کر کے حفاظت کررہا ہے۔

قرآن کی حفاظت کا خود اللہ نے وعدہ کیا ہے

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ (الحجر:۹)

ہم نے خود یہ نصیحت (قرآن) نازل کی ہے، ہم خود ہی اس کے حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید کو عربی زبان میں مکہ اور

مدینہ میں نازل کیا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا زندہ معجزہ ہے، اللہ ہی کی ہدایت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کے الفاظ پر حدیثیں بیان فرمائیں، ان ہی سے قرآن کے الفاظ من وعن اللہ کے نازل کردہ زبان الٰہی میں بیان فرمایا۔

اللہ نے اس کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری لی ہے، اور چودہ سو سالوں سے امت کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو قرآن مجید حفظ کرنے کی صلاحیت دے کر محفوظ کررہا ہے، اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، دنیا کی کوئی دوسری آسمانی کتاب نہ دنیا میں صحیح الفاظ اور اس کی اصلی زبان کے ساتھ محفوظ ہے، نہ کوئی دنیا کی لائبریری میں پچھلی آسمانی کتابیں صحیح حالات میں محفوظ ہیں، نہ ان کا کوئی حافظ دنیا میں موجود ہے، وہ کتابیں جس زبان میں اتری تھیں، ان کی زبانیں بھی دنیا سے ختم ہوگئیں، قرآن کی یہ زبان پورے عرب ممالک اور بعض افریقی ممالک میں بولی جاتی ہے۔

یہ کتاب جن الفاظ اور آیات اور حروف کے ساتھ نازل ہوئی، من وعن انہی الفاظ اور آیات کے ساتھ اسی زبان میں اللہ نے اُسے محفوظ رکھا، اس کی پرنٹنگ اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں کرسکتا، زبر، زیر، پیش میں تبدیلی نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ہر زمانے میں ہر ملک اور ہر علاقے میں اس کے حفاظ موجود تھے، موجود ہیں اور تا قیامت موجود رہیں گے، اس میں تبدیلی کی کسی میں ہمت ہی نہیں، اگر کوئی تبدیلی کرے بھی تو امت مسلمہ اس کو قبول ہی نہیں کرتی، مغرب نے کوشش کر کے قرآن کی جگہ جھوٹی کتاب شائع کی، جسے امت نے رد کردیا۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے الفاظ حروف آیات ہی کی حفاظت نہیں کررہا ہے بلکہ اس کے معنیٰ ومطالب اور تشریح وتفسیر کی بھی حفاظت فرمارہا ہے، امت کے نیک اور صالح لوگ اس کتاب کے احکام پر عمل کر کے اس کی چلتی پھرتی عملی مثال پیش کرتے ہیں، یہ صرف اللہ کی صفت الحفیظ کا کمال اور اظہار ہے اور قیامت تک انسانوں کو چیلنج دیا گیا کہ اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر بتادو۔

ہر زمانے میں مسلمانوں پر سخت حالات آئے، اسلام کو لوگوں نے مٹانا چاہا، مگر نہیں

مٹا سکے، نئی نئی بدعات ایجاد ہوئیں، مگر اللہ نے حفاظت فرمائی، جھوٹی جھوٹی باتیں ملانے کی کوشش کی اور ناکام رہے۔

اسی طرح اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی کے تمام اعمال اور حالات وارشادات بھی محفوظ کیا ہے، جس سے انسان قرآن مجید کی عملی مثال جان کر سمجھ کر قرآن پر عمل کرتا ہے، آپ کی زندگی کو اللہ نے قرآن کی چلتی پھرتی مثال بنایا، پھر آپ ﷺ کی صحبت سے جو صحابہ کرامؓ تربیت پائے ان کی زندگی کے حالات بھی تقریباً اللہ نے محفوظ رکھا، دنیا کے کسی دوسرے پیغمبر ورسول اور ان کے صحابہؓ کے حالات ایسے محفوظ نہیں، ایک مرتبہ پانی کے جہاز کے سفر میں سید سلیمان ندویؒ رابندر ناتھ ٹیگور سے سوال کیا تھا کہ آپ کے پاس جو مذہبی کتابیں ہیں ان کو لوگ مانتے ہیں مگر عمل کیوں نہیں کرتے؟ تو ٹیگور نے کہا کہ ''اصل میں ہمارے پاس صاحبِ کتاب کی تاریخ اور حالات محفوظ نہیں، ان کی زندگی اور ہدایات بھی محفوظ نہیں، آپ کے پاس صاحبِ کتاب کی زندگی اور ارشادات بھی کتاب کے ساتھ محفوظ ہیں، اس سے لوگ کتاب پر عمل کرتے ہیں۔

دنیا میں سب سے پہلے اللہ نے اپنی عبادت کا گھر کعبۃ اللہ کو بنوایا، حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد وہ زمین دوز ہو گیا تھا، پھر اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو بھیج کر باقاعدہ اس کی بنیادوں کی نشاندہی کروا کر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے دوبارہ تعمیر کروایا، اور ان کی دعاؤں کے ذریعہ اس شہر کو امن کا شہر بنادیا، اور وہاں ہر قسم کے غلہ واناج' میوے' ترکاریاں' باوجود زراعت نہ ہونے کے دنیا بھر سے آتی ہیں' عطا کررہا ہے، یہ وہ گھر ہے جہاں ہزاروں سال سے حج ہو رہا ہے، اور اس کو دنیا بھر کے لئے توحید اور نماز کا مرکز اللہ نے بنائے رکھا ہے، جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو اس گھر کے رہنے کو دیکھ کر اللہ کے کلام کی سچائی کی صداقت ملتی ہے کہ اللہ نے اس گھر کو باوجود بارش سے گرنے سے محفوظ رکھا، ایسا نہیں کہ یہ کسی زمانے میں بنا اور مٹ گیا، اور آج پوری دنیا میں مسلمانوں کا وہ توحید کا مرکز اور نماز کا قبلہ بنا ہوا ہے، اور اس شہر کو فساد' چوری' اور لوٹ مار سے پاک کردیا، وہاں جا کر انسان' اللہ کی

رحمتوں، برکتوں اور تجلیات وانوارات کو محسوس کرتا ہے، یہ اللہ کی صفت الحفیظ کا اظہار ہے۔

قرآن وحدیث سے اللہ نے یہ تعلیم دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ اور اپنے چھوٹے سے لڑکے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں کعبۃ اللہ کے مقام پر چھوڑنے کا حکم دیا تھا، اور وہ کچھ کھجوریں اور پانی دے کر چلے گئے۔

حضرت ہاجرہؓ کے پاس یہ سامان ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہؓ بچے کی غذاء اور پانی کے لئے دو پہاڑوں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتی ہوئی قافلوں کی تلاش کیں۔

پھر اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو بھیج کر حضرت اسماعیلؑ کے قریب سے زم زم پانی کا چشمہ جاری کیا، جس میں بھوک مٹانے اور پیاس بجھانے کا پورا انتظام اللہ نے رکھا ہے۔

جب انسان قرآن وحدیث پڑھتا ہے اور حج کرنے کے لئے وہاں جاتا ہے تو صفا مروہ اور زم زم کے کنویں کی صداقت اُسے ملتی ہے اور اللہ کے کلام کی سچائی کا یقین بڑھتا ہے، ایسا نہیں کہ زم زم حضرت اسماعیلؑ کے زمانے میں سوکھ گیا، صرف اس کی داستان قرآن میں بیان کردی گئی، زم زم کا کنواں باوجود اطراف کوئی تالاب یا ندی نہ ہونے کے پہاڑی سلسلہ دور تک ہونے کے باوجود برسوں سے کروڑہا حاجیوں اور وہاں کے شہریوں کے لئے مسلسل پانی دے رہا ہے، کبھی سوکھنے نہیں پایا۔ اللہ نے اُسے محفوظ رکھا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی صفت الحفیظ کا کھلا معجزہ ہے، جسے دیکھنے کے بعد انسان پکار اُٹھے گا کہ بیشک اللہ جیسا حفاظت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں، دنیا میں کوئی ایسا پانی نہیں جس سے غذائیت بھی ملتی ہو اور پیاس بھی بجھتی ہو، اس کے پینے کے بعد پیشاب بھی بہت کم آتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کے ایام میں جو جو مراسم جن جن مقامات پر ادا کئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی جس جگہ دینے کی کوشش کی تھی اور شیطان کو کنکریاں جہاں جہاں ماری تھیں اور عرفات میں حج کی تکمیل کی، اور وہ مقام جہاں پر ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل ہوا، ایک انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ کر قرآن مجید کی سچائی کا

یقین پیدا کرسکتا ہے، اور منٰی' مزدلفہ' عرفات' جمرات' زم زم اور حجر اسود سے اپنے ایمان میں یقین پیدا کرسکتا ہے کہ اللہ نے ان تمام مقامات اور مقامِ ابراہیم کو ان کے زمانے سے ثبوت کے طور پر محفوظ رکھا ہے، ایسا نہیں کہ قرآن قصہ کہانی بیان کر رہا ہے، درمیان میں کچھ یمن کے لوگ حجر اسود کو لیجا کر اس کو نقصان پہنچائے، لیکن پھر وہ واپس لایا گیا اور کعبۃ اللہ ہی میں نصب کردیا گیا، اس کی اتنی زیادہ روشنی تھی کہ ہر طرف نور سے منور ہوجاتا تھا، اللہ نے اس کی روشنی میں کمی کردی، اس کا اصل نور اور روشنی جنت میں نظر آئے گی، آج بھی مقامِ ابراہیم کی وہ چٹان جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ تعمیر کیا تھا' اللہ نے اُسے بھی محفوظ رکھا ہے، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی صفت الحفیظ کی تعلیم دیتے ہیں، جس کے ہمیں قرآن مجید سے زندہ ثبوت ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے حج کے چند گوشوں کو بھی محفوظ کیا اور ان کے طریقے پر حج کرنے کا حکم دیا، ان ہی کی نقل میں امت محمدیہ حج کے مراسم ادا کرتی ہے، اور ان کی سنت میں ہر سال قربانی دیتی ہے، اور ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود وسلام بھیجتی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت الحفیظ کا کمال ہے۔

☆ اللہ نے دنیا میں کسی بھی پیغمبر کی زندگی کے واقعات کو محفوظ نہیں رکھا؛ البتہ امت مسلمہ کی سدھار کے لئے بنی اسرائیل کے واقعات کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے چند واقعات محفوظ کیا؛ تا کہ یہود ونصاریٰ اور امت مسلمہ' بنی اسرائیل کے آئینہ میں اپنی زندگی کو دیکھ کر سدھارے، عبرت نصیحت حاصل کرے، دنیا میں پچھلی آسمانی کتابوں والی جتنی قومیں اور امتیں آئیں وہ اب موجود نہیں، سوائے یہود ونصاریٰ کے، جب مسلمان قرآن مجید میں ان کے حالات اور واقعات پڑھتا ہے تو ان کی زندگیوں کو دیکھ کر قرآن مجید کی سچائی کا یقین مزید بڑھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ آج بھی ان کی نافرمانیوں اور بغاوت کو دکھا کر قرآن مجید کی سچائی کو سمجھا رہا ہے، یہ دونوں قوموں کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ قیامت تک دنیا میں رکھ کر انسانوں کو عبرت ونصیحت

حاصل کرنے کا ذریعہ اور سدھرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آج بھی عاد و ثمود کے کھنڈرات اور بنونضیر و بنوقریظہ کے قلعے اور مکانات کے کھنڈرات‘ میدانِ بدر‘ میدانِ اُحد‘ اُحد کا پہاڑ‘ غارِ ثور‘ غارِ حراء‘ مسجد خیف‘ حضرت عثمان غنیؓ کا کنواں‘ جنت المعلّٰی‘ جنت البقیع‘ ریاض الجنۃ‘ مقامِ صلح حدیبیہ‘ وادی سینا‘ کوہِ طور‘ حضرت موسیٰؑ کا مقامِ نبوت‘ دریائے نیل‘ فرعون کے محلات‘ بیت المقدس‘ بحر مردار‘ فرعون کی لاش‘ قاف کی وادیاں وغیرہ محفوظ رکھے گئے ہیں۔

ایسے تمام مقامات کو ہمیں قرآن مجید پر یقین مضبوط کرنے کے لئے اپنی صفت الحفیظ سے محفوظ کر رکھا ہے؛ تاکہ قیامت تک آنے والوں کو ایمان و یقین میں مضبوطی ملتی رہے، اوران کی موجودگی کے ثبوت سے وہ قرآن مجید کو سچی آسمانی کتاب مانیں۔

قرآن میں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا، آج ہم سمندروں میں بلیو وہیل مچھلی جو بتّیس سے چونتیس فٹ لمبی ہوتی ہے، جس کا وزن ۱۲۰ ٹن سے زیادہ ہوتا ہے، ٹی وی پر یا فوٹو میں یا سمندروں میں دیکھ کر یقین کر سکتے ہیں، کہ واقعی قرآن نے جس طرح کی مچھلی کا ذکر حضرت یونسؑ کے لئے کیا وہ اسی قسم کی مچھلی تھی ہوگی، ایسی قسم کی مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ محفوظ رہ سکتے تھے، اس سے قرآن مجید کی سچائی کا یقین مضبوط ہوسکتا ہے، اگر یہ مچھلی سمندر میں اللہ نہ رکھتا تو انسان قرآن پر یقین نہیں کرسکتا تھا۔

قرآن نے کوئی قصہ کہانی کے طور ان کا واقعہ بیان نہیں کیا، بلکہ حقیقت بیان کی ہے، یہ بھی اللہ کی صفت الحفیظ کا کمال ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے، مچھلی نے انہیں کھا کر ہضم نہیں کرلیا، ویسے جانداروں کے خون اور پیٹ میں بہت سے کیڑوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہود میں یہ بھی تعلیم دی: ”یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگرانی کرنے والا ہے، اس نے انسان اور جنات کے لئے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا، اور دونوں کو نیکی و بدی کرنے کی آزادی و اختیار دیا، انسان جانوروں کی طرح نہیں کہ جانور جو چاہے عمل کرلے، اللہ ان کا حساب نہیں رکھتا، ان کا حساب کتاب پوچھنے والا نہیں، بلکہ اپنی مکمل

صفت المقسط یعنی انصاف کرنے والا ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے سینگوں والے جانور نے اگر بغیر سینگ والے کو مارا ہے، تو قیامت کے دن کچھ دیر کے لئے بغیر سینگ والے کو سینگ دے کر بدلہ دلا دے گا؛ ورنہ ان کے اعمال کے لئے جزاء وسزا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو قرآن مجید اور احادیث کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ وہ ان کے اچھے اور برے اعمال کو گن گن کر اپنے دو فرشتوں کراماً کاتبین کے ذریعہ محفوظ کر رہا ہے، جس طرح وہ دنیا کی چیزوں کی الحفیظ ہونے کے ناتے حفاظت کرتا ہے اسی طرح انسانوں کے اعمال کی بھی حفاظت کر رہا ہے، اور ان کے مرنے کے بعد دنیا میں ان کے اعمال کے اثرات کو پھیلنے کا موقع دے رہا ہے، تا کہ قیامت کے دن ان کو اپنے اپنے اچھے اور برے اعمال کا پورا پورا بدلہ اور اجر ملے، وہ ہر انسان کے ساتھ ان کے اعمال کو محفوظ کرنے کے لئے فرشتوں کو مقرر کیا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو ان کا یہ نامۂ اعمال' کتاب کی شکل میں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کراماً کاتبین فرشتوں کے علاوہ زمین کو بھی انسان کے اعمال محفوظ کرنے کا مشین بنایا ہے، وہ قیامت کے دن گواہی کے طور پر کونسا انسان اس پر کس وقت کہاں کیا کیا اچھا یا برا عمل کیا گواہی دے گی، گویا اللہ تعالیٰ زمین کے ذریعہ بھی انسانوں کے اچھے برے اعمال محفوظ کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ انسانی جسم کے اعضاء بھی خود انسان کے خلاف گناہوں پر گواہی دیں گے، اور بتلائیں گے کہ اس نے ہمیں فلاں دن فلاں برے عمل میں استعمال کیا ہے۔

سائنس کہتی ہے کہ یہ اس کی ریسرچ اور تحقیق ہے کہ شروع زمانے سے آج تک دنیا میں جتنے لوگ پیدا ہوئے ان سب کی آوازیں خلاء میں محفوظ ہیں، سائنس دان ان آوازوں کو سننے کے لئے آلہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کے نافرمان پیشوا اور سرداروں کی گمراہ باتیں ثبوت کے طور پر سنائے گا۔